Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۷ — ۵ جولائی سنہ ۱۹۳۶ء — قاضی محمد ظہور الدین اکمل — ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۵ھ — جلد ۳۵

فہرست مضامین

حیات مسیح اور اس کی دوبارہ آمد نمبر ۲	۱۴۱/۱۴۵	مولانا خواجہ جلال الدین صاحب شمس
یہود کا انجام نا مسعود	۱۴۶/۱۵۲	ترجمہ ریویو انگریزی
تاریخ اسلامی کے بعض اہم واقعات	۱۵۳/۱۵۷	،،
انسان کا نصب العین	۱۵۷/۱۶۳	صوفی محمد اسماعیل صاحب
فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب — اسلامی پردہ نمبر ۱۳	۱۶۴/۱۷۱	مولانا ''ابن عمر''
المقتبسات والملتقطات — یاجوج ماجوج۔ عربی رسم الخط۔ انسانی قربانی۔ غیر مسلم اکابر و حضرت خیر البشرؐ	۱۷۲/۱۸۰	ماخوذ

اندرون ہند سے تین روپے سالانہ — مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے ۲/ — بیرون ہند سے تین روپے ۸/ سالانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۹ مطالبات تحریک جدید

فرمودہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

۱۔ سادہ زندگی

ہر ایک احمدی یہ اقرار کرے کہ وہ آج سے صرف ایک سالن استعمال کریگا۔ جس کے پاس کافی کپڑے ہوں وہ ان کے خراب ہونے تک اور کپڑے نہ بنوائے اور جو لوگ نئے کپڑے زیادہ بنواتے ہیں وہ نصف یا تین چوتھائی پر یا ½ پر آجائیں۔ جو عورتیں اس عہد میں اپنے آپکو شامل کرنا چاہیں وہ کوئی نیا زیور نہیں بنوائیں گی۔ پرانے زیور کو تڑوا کر نیا بنوانے کی بھی ممانعت ہے۔ تین سال تک کوئی احمدی کسی سینما۔ سرکس۔ تھیٹر وغیرہ غرضیکہ کسی تماشہ میں بالکل نہ جائے۔ تماشہ وغیرہ دیکھنا یا کسی کو دکھانا ناجائز ہے۔

۲۔ امانت (جائیداد)

جماعت کے مخلص افراد کی ایک جماعت ایسی نکلے جو اپنی آمد کا ⅕ سے ⅓ حصہ تک سلسلہ کے مفاد کے لئے تین سال تک بیت المال میں جمع کرائے۔ تین سال کے بعد یہ روپیہ نقد یا اتنی ہی جائیداد کی صورت میں واپس کر دیا جائیگا۔

۳۔ دشمن کے گندے لٹریچر کا جواب

دشمن کے مقابلہ کیلئے اسوقت بڑی ضرورت ہے کہ وہ جو گندہ لٹریچر ہمارے خلاف شائع کر رہا ہے اس کا جواب دیا جائے یا اپنا نقطہ نگاہ احسن طور پر لوگوں تک پہنچایا جائے۔ اللہ تعالیٰ جن دوستوں کو توفیق اور اخلاص دے سَو سَو یا دو دو سَو یا زیادہ مقدار میں یکمشت چندہ دیں۔ ہاں غرباء اس تحریک کے لئے دس دس یا بیس بیس کی رقوم بھی دے سکتے ہیں۔

۴۔ تبلیغ بیرون ہند

میری تجویز ہے کہ دو دو آدمی کئی نئے ممالک میں بھیجے جائیں ان میں سے ایک ایک انگریزی دان ہو اور ایک ایک عربی دان ہو۔ پس میں اس تحریک کے ماتحت ایک طرف تو ایسے نوجوانوں کا مطالبہ کرتا ہوں۔ جو کچھ خرچ کا بوجھ خود اٹھائیں (ورنہ وقف کرنیوالوں میں سے چن لیا جائیگا) جو کرایہ اور چھ ماہ کا خرچ لیکر ان ملکوں میں تبلیغ کیلئے جانے پر آمادہ ہونگے جو انکے لئے تجویز کئے جائینگے۔ پس مطالبہ اس تحریک کے ماتحت میرا یہ ہے کہ جماعت کے ذی ثروت لوگ جو سَو سَو روپیہ یا زیادہ روپیہ دے سکیں اسکے لئے رقوم دیکر ثواب حاصل کریں۔ غرباء کی خواہش کو مدنظر رکھ کر میں انکی بھی اجازت دیتا ہوں کہ جو سَو نہیں دے سکتے وہ دس، بیس، تیس یا زیادہ رقوم جو دہائیوں پر مشتمل ہوں ادا کریں۔

۵۔ سکیم خاص تبلیغی

تبلیغ کی ایک سکیم میرے ذہن میں ہے جس پر سَو روپیہ ماہوار خرچ ہوگا اور اس طرح ۱۲ سو روپیہ اس کیلئے درکار ہے۔ جو دوست اس میں حصہ لے سکتے ہیں وہ لیں غرباء کو شامل کرنے کیلئے میں اجازت دیتا ہوں۔ کہ وہ اس تحریک میں حصہ لینے کیلئے پانچ پانچ روپیہ دے سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حیاتِ مسیحؑ اور اُس کی دوبارہ آمد

یہ باطل عقیدہ عیسائیوں اور مسلمانوں میں کیونکر پیدا ہوا؟

نمبر ۲

مَیں بتا چکا ہوں۔ کہ بہت سی اقوام نے اپنے بزرگوں کی حیات کے متعلق عقیدہ رکھا مگر بعد میں آنے والوں نے اُسے عقائد واہیہ میں سے سمجھا۔ چنانچہ رومیوں اور یونانیوں اور آرامیوں اور مصریوں نے جن کی زندگی کو مانا تھا۔ خود عیسائی محققین نے انہیں بیگن ازم یعنی کفر و الحاد قرار دیا۔ اور انہیں جاہلیت کے زمانہ کی باتیں بتایا۔ اور الیاسؑ کے متعلق خود حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے فیصلہ کر دیا۔ کہ وہ زندہ نہیں ہے اور صاف فرما دیا۔ کہ کوئی آسمان پر نہیں گیا سوائے اس کے جو آسمان سے اُترا۔ اور ظاہر ہے کہ دنیا میں کوئی انسان بجسدہ العنصری آسمان سے نہیں اُترا کہ وہ آسمان پر جاتا۔ اور باقی رہا ادریسؑ وغیرہ کے آسمان میں زندہ ہونے کے متعلق عقیدہ تو مَیں اس کے متعلق مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایسے شخص کا اقرار بتاتا ہوں کہ الیاسؑ و ادریسؑ وغیرہ میں سے کوئی آسمان پر نہیں گیا اور نہ ان میں سے کوئی زندہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو توفی کے مطالبہ کے جواب میں لکھا ہے :-

"اہل اسلام کے اس عقیدہ اتفاقیہ کے ساتھ کہ حضرت مسیحؑ کے سوا اور کوئی شخص زندہ آسمان پر اُٹھایا نہیں گیا۔ جائز و ممکن نہیں ہے کہ یہ لفظ (توفی) حضرت مسیحؑ کے سوا کسی ذی روح کے حق میں خدا تعالیٰ نے بولا ہو۔" (اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۱۴ صفحہ ۸۷)

اور رسول اللہ صلعم کی حیات کے متعلق عقیدہ کی تردید تو اسی وقت حضرت ابوبکرؓ نے کر دی۔ اور حضرت علیؓ کے متعلق جو عقیدہ رکھا گیا۔ اس کے متعلق آیت ویوم نحشر من کل امۃ فوجا کی تفسیر میں صاحب مجمع البیان نے لکھا ہے :- "ان الرجعۃ لم تثبت بظواھر الاخبار المنقولۃ فیتطرق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام جماعتوں کے لئے ایک قابلِ تنفر مقابلہ کرنے والا۔"

لیکن جرمنی میں یہودیوں کی قابلِ رحم حالت کا نوحہ اور ماتم کرنے کے لئے یرمی نبی کی ضرورت ہے "خدا کے برگزیدہ" لوگوں کی مصائب و آلام کا نقشہ کھینچنے کے لئے ہم "مسٹر نارمن بنٹ وِچ" کے الفاظ درج کرتے ہیں۔ مسٹر موصوف اپنی کتاب "یہودی اور ایک تبدیل شدہ تہذیب" میں رقمطراز ہیں:۔

"جنگِ عظیم سے لیکر جرمنی میں غیر سامیت کے مختلف اجزا حیرت انگیز طریقہ سے فروغ پا چکے ہیں اور اُن کی وجہ سے یہودیوں پر وہ زہرہ پاش اور خونچکاں مظالم روا رکھے جارہے ہیں جن کی مثال قرونِ وسطیٰ کے پُر ظلمت زمانہ میں بھی نہیں ملتی۔ قومی اشتراکیہ حکومت نے جو ۱۹۳۳ء سے طاقت میں آئی ہے اپنے لائحہ عمل کا اوّلین مقصد یہودیوں کو تمام سرکاری اور تجارتی محکموں سے محرومی اُن کو اقتصادی طور پر تباہ و برباد کر دینا، اور درجہ میں تذلیل و تحقیر، قرار دیا ہے۔ غیر آریہ کو اپنی قومیت کی وجہ سے شہریت سے محروم کر دیا جاتا ہے اور اُس سے تمام انسانی حقوق چھین لئے جاتے ہیں۔ حسد، ناپسندیدگی اور نفرت کے پُرانے خیالات کے علاوہ تمام غیر ملکی اشیاء کے خلاف جذباتی غیظ و غضب کے اظہار کا بھی اضافہ کیا گیا ہے جو غالباً جنگِ عظیم کے بعد جرمنی کی خفّت اور تکالیف کا مرہونِ منت ہے۔ تنفر اور مظالم کے ذریعہ اِن جذباتی خیالات سے برأت کے لئے حیوانی مقاصد اور وحشیانہ خواہشات کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مسلسل اور غیر ذمہ دارانہ پروپیگنڈا سے یہود کو جرمنی کی اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی مشکلات کی جڑ، اور قدیم اہلِ جرمن و سفید قوم کا دشمن قرار دیا جاتا ہے۔ ایک ایسے ملک میں جس کو بے انتہا مصائب پہنچی تھیں اور اُس کا قومی غرور کچل دیا گیا تھا۔ کسی ایسے بھوت اور کسی ایسی شئے کی ضرورت تھی جو اُس کی تکالیف کو اپنے سَر پر لے لیتا۔ چنانچہ اِس فرض کی ادائیگی یہود نے کی۔ اور اُن کو سوسائٹی سے باہر نکال کر حکمران قوم کا خیال ہے کہ اُسے نجات اور آرام حاصل ہو جائیگا۔ چنانچہ نازی پروگرام کا ایک بنیادی فقرہ یہ ہے:۔ "کوئی یہودی ہماری قوم کا رُکن نہیں ہو سکتا"۔ خیال یہ ہے کہ ہر یہودی شئے کو یعنی اُن کی کتابیں۔ اُن کے خیالات اور اُن کا فن جرمنی سے باہر نکال دیا جائے۔

قومی اشتراکیوں کے ایک پمفلٹ میں لکھا ہے:۔ "یہودی ہماری قومی غلامی کی اصل وجہ اور اُس سے فائدہ اُٹھانے والے ہیں۔ اُنہوں نے ہماری نسل تباہ کر دی ہے ہمارے اخلاق پراگندہ کر دیئے ہیں۔ ہماری زندگی کے طریق کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ اور ہماری طاقت کو توڑ کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھ دیا ہے"۔ جرمنی کو بوجہ پرانے فوجی طریق کے شکستیں ہوئیں اور اُس کا غصّہ انہوں نے بجائے کسی اَور پر نکالنے کے یہودیوں پر نکالا۔

یہ نفرت اور حقارت اُن سب سے کی جا رہی ہے۔ جن کی رگوں میں شائبہ بھر بھی یہودیت کا خون ہے خواہ وہ تیسری اور چوتھی نسل کا ہی ہو۔ اِس قانون کی زد میں سامی اور نیم سامی یا تو مستقل طور پر آتے رہیں گے اور یا اُن کو آریوں سے جُدائی اختیار کرنی پڑیگی۔ گذشتہ اذیتوں کی طرح کسی قسم کے مِل جانے یا بپتسمہ اور باہمی شادی وغیرہ سے وہ بچ نہ سکیں گے۔ نسلّی ملاوٹ اصولی طور پر ایک گناہ متصوّر ہوتی ہے کیونکہ وہ جرمن لوگوں کے خاندانی خون میں گندگی ملادیگی وہ ایشیائی نسلوں کا ایک پراگندہ کر دینے والا اصل خیال کیئے جاتے ہیں۔ وہ کسی طرح بھی نجات حاصل نہیں کر سکتے۔ اُن کو اپنے ساتھ رکھنا صرف خود حفاظتی کا ایک مبالغہ آمیز جذبہ ہے جب اُنہیں مشترک خطرہ یا مشترک دشمن کا سامنا ہو تو وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ رہتے ہیں اور جب یہ حالت نہ رہے تو عیسائیت کی پہلی دو صدیوں میں رومیوں کے ساتھ مناقشت کے ایّام کی طرح آواز اُٹھتی ہے۔ "یہودیت ضرور تباہ ہوگی"

نے بُوچڈرزار سے ہٹلر تک ایک لمبا عرصہ ہے پچیس صدیوں تک یہودیوں کو کسی قسم کا آرام یا سہولت نہیں ملی۔ اُن کو زمین کے کناروں تک منتشر کر دیا گیا ہے۔ لیکن وہ جہاں گئے اُن کو بالآخر معلوم ہُوا کہ پناہ دینے والا ملک بھی اُن کو ویسے ہی دھتکار رہا ہے جس طرح وہ ملک جہاں سے وہ نکالے گئے تھے۔ لیکن جس قوم نے بنی نوع انسان کی ترقی کے لئے اتنا کچھ کیا ہے اُس کو اِس طور پر ہر ملک اور ہر قسم کے لوگ اس قدر تکالیف اور اذیتیں کیوں دینے پر تُلے ہوئے ہیں؟ "خدا کے برگزیدہ" اور سوسائٹی کے روحِ رواں کو گند اور میل کیوں تصوّر کیا جاتا ہے؟ یہ وہ سوال ہے جس کا مطالعہ مختلف مذاہب کا مقابلہ کرنے والے طالب علم کو ضرور کرنا چاہیئے۔ تمام مذہبی اقوام کو کسی نہ کسی وقت اذیتیں ضرور دی گئیں تو یہ "اتّحادی اُن چوہوں کی طرح ہو جاتے ہیں جو آپسمیں لڑتے رہتے ہیں"۔ اُن کا عقل و فہم لازمی طور پر تباہ کُن ہے اور ایسے نظریئے پیش کرتا ہے جو اقوام کو اپنی نسلی شان و شوکت سے محروم کر دیتا ہے اور اس لئے وہ انسانی تہذیب کی تمام بُنیادوں کو تباہ کر دیتا ہے۔ وہ اپنی صلح کُن تھیوریوں سے تعلیم یافتہ لوگوں کو مفلوج کر دیتے ہیں۔ قومی وطن کے لئے اُن کی خواہش صرف اس لئے کہ اُنہیں ایسا مقام مل جائے جہاں بیٹھ کر وہ دُنیا کے خلاف اپنی سازش کو منظم کر سکیں۔

139

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ وہ یہودیت کی تاریخ کا فلسفہ ہے جس کو جرمن حکومت کے چانسلر ایڈولف ہٹلر نے مذہبی کتاب کی طرح بیان کیا ہے اور جو جرمن گورنمنٹ کی پالیسی کی بنیاد ہے۔ اس لائحہ عمل پر نہایت شدّومدّ اور سرعت سے عمل درآمد کیا جارہا ہے۔ یہودیوں کو سرکاری زندگی ہر شعبہ، تجارتوں، یونیورسٹیوں، اخباروں، تھیٹروں، اپنے کاروبار، پرائیویٹ نوکریوں اور مجالس عاملہ سے نکالا جارہا ہے۔ مصائب یہودیوں کی زندگی کا مستقل نشان بن چکی ہیں۔ اور یہ آواز کبھی مدّھم نہیں پڑی "یہودیت ضرور تباہ ہوگی"

یہود یقیناً ایک بڑی قوم تھی۔ خدا نے اس میں انبیاءؑ مبعوث کیئے۔ اور اس کو دُنیا کا حاکم اور فاتح بنایا۔ اس نے برکتیں نازل کیں۔ لیکن جب انہوں نے بُرے کام کرنے شروع کیئے اور خدا کے انبیاءؑ کو جھٹلایا اور اُن کو قتل کرنے کے درپے ہوئے اور اُس کے نشانات کا انکار کیا۔ تو اُس کا غضب اُن پر نازل ہُوا۔ اُن پر داؤدؑ اور یسوع مسیحؑ نے خصوصاً لعنت بھیجی۔ اور یہ لعنت صدیوں سے اُن کے پیچھے ہے۔ انہوں نے نفرت و حقارت سے جب خدا کے نجات دہندہ اور مسیحؑ سے مُنہ پھیر لیا۔ تو اُس کے بدلہ میں خدا تعالیٰ نے بھی اُن پر ایک ابدی لعنت بھیجی اور وہ اقوامِ عالم میں اچھوت قرار دیئے گئے۔

یہودیوں کی اِن بے پناہ مصیبتوں اور تکالیف سے مسلمانوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ خدا نے اُن میں بھی ایک موعود مسیحؑ کو مبعوث کیا ہے۔ وہ اُن کو گناہ اور معصیّت پروری کی زنجیروں سے رہائی دینے آیا ہے اور اُن کو قعرِ مذلّت سے نکال کر روحانیت کی بلند چوٹیوں پر لے جانا چاہتا ہے۔ اُن کو یاد رکھنا چاہیئے کہ انہوں نے اُس کا انکار کردیا تو یہودیوں کی تکالیف اُس سزا کے مقابلہ میں کچھ نہ ہونگی جو اُن کے لئے مقدّر کی گئی ہے ٭ (ریویو انگریزی) مترجمہ عبدالرحیم شبلی بی کام

یہود کیلئے قرآن مجید کی پیشگوئی ہے کہ ضربت علیھم الذلّۃ این ما ثُقِفُوْا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰہِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَ بَاءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الْمَسْکَنَۃُ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ یَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَاءَ بِغَیْرِ حَقٍّ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ۔

اس آیت میں یہود کا جُرم بھی بتادیا ہے کہ نافرمانی اللہ تعالیٰ کی اور حدود الٰہی سے بڑھنا۔ اللہ کے نبیوں کے قتل و مقابلہ کے درپے رہنا۔ نشانات الٰہیہ و تعلیمات حقہ کا انکار اور اس کا نتیجہ بھی کہ ہمیشہ محکوم ذلیل رہینگے۔ اعلان بالفور سے فلسطین میں کچھ امن ملنے لگا تھا جو وہاں بھی عربوں نے سخت ایجیٹیشن شروع کردی ہے۔ کہیں ٹھکانا نہیں ملتا ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ اسلامی کے بعض اہم واقعات

(ترجمہ ریویو انگریزی بابت ماہ جولائی ۱۹۳۶ء)

۵۷۰ء۔ ولادت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

۶۱۰ء۔ آغاز وحی۔ تبلیغ ہدایت، اہل مکّہ کے مظالم۔

۶۲۲ء۔ ہجرت۔ سنہ ہجری کا آغاز۔

۶۲۳ء۔ اسلام میں پہلی مسجد کی بنیاد۔

۶۲۴ء۔ اسلام کی پہلی جنگ۔ جنگ بدر اور اس میں اسلامیوں کی فتح۔

۶۲۵ء۔ جنگ احد۔

۶۲۸ء۔ صلح حدیبیہ۔ جنگ خیبر۔

۶۲۹ء۔ غزوہ موتہ۔

۶۳۰ء۔ فتح مکّہ، غزوۂ ہوازن۔ شیوع اسلام۔

۶۳۲ء۔ وصال نبویؐ۔ اور آنحضرتؐ کا باستثنائی چند قبائل تمام جزیرہ نمائے عرب کو اسلام کے زیر نگیں چھوڑنا۔ خلافت کا آغاز۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا انتخاب، مملکت رومانیۂ شرقیہ پر خالد بن ولید کی چڑھائی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا نجد اور یمن کی بغاوتوں کا فرو کرنا اور آپ کا دفاع مدینہ۔

۶۳۴ء۔ ہوران کی تاراجی اور خالدؓ کا بصرہ کو فتح کرنا۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات اور حضرت عمرؓ کی خلافت۔

۶۳۵ء۔ فتح دمشق۔

۶۳۶ء۔ مملکت اسلامی میں امیسہ (حمص، شام) ہیلی پولس (مصر)، جال رسّس (یونان) شام اور شام کا الحاق و اشتمال۔ جنگ یرموک، ہرقل ملک شام مسلمانوں کے حوالہ کرتا ہے۔

۶۳۷ء۔ جنگ قادسیہ، ایرانیوں پر فتح، فتح یروشلم اور اس کے بعد حلب انطاکیہ پر قبضہ

۶۳۸ء۔ مسلمانوں کا عراق، طرسوس اور دیار بکر کا فتح کرنا۔

۶۳۹ء۔ مصر پر عمرو بن العاص کی چڑھائی۔

۶۴۱ء جنگ نہاوند، ایرانیوں پر مسلمانوں کی فتح عظیم، اُمرائے سلطنت اور ارباب اقتدار کی مسلمانوں سے مصالحت، یزدجرد کا ملک کے دُور دراز گوشے میں پناہ لیکر ۶۵۱ء یا ۶۵۲ء تک قدرے اقتدار قائم رکھنا اسکندریہ کی فتح۔

۶۴۴ء۔ حضرت عمرؓ کی وفات، خلافت عثمانی کا آغاز

۶۴۷ء۔ عبداللہؓ کی افریقہ پر چڑھائی، عربوں کی فتح، رومیوں کا اخراج۔

۶۴۹ء قبرص پر حملہ۔ ۱۸۵

۶۵۰ء ایرے ڈس کی فتح۔

۶۵۲ء فتح آرمینیہ۔

۶۵۴ء رہودس کی فتح۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۶۵۶ء۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت، خلافت حیدری کا آغاز۔ جنگ جمل۔ اپنے مخالفین پر حضرت علیؓ کی فتح۔ حضرت معاویہؓ کا مخالفین حضرت علیؓ کو انتقام کے لئے اُبھارنا۔

۶۵۷ء۔ حضرت علیؓ کی شمالی شام پر چڑھائی۔ جنگ صِفّین۔ خوارج کا ظہور۔

۶۵۸ء۔ حَکَمَین (علیؓ اور معاویہؓ کے مناقشے کے بارہ میں) (ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص) کا فیصلہ اور معاویہؓ کی کامیابی۔ مملکت رومانیۂ شرقیہ کے ساتھ صلح، مصر پر معاویہؓ کا اقتدار۔

۶۶۰ء۔ حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان عارضی صلح۔ اور اس طرح مملکت اسلامی کا مشرقی و مغربی حصص میں منقسم ہونا۔

۶۶۱ء۔ حضرت علیؓ، معاویہؓ اور عمرو بن العاص کے قتل کے متعلق خوارج کی سازش اور حضرت علیؓ کی شہادت۔ حضرت امام حسنؓ بن علیؓ کی خلافت اور پھر معاویہؓ کے حق میں دست برداری۔ مشرقی و مغربی مملکت کا اتحاد اور اس پر امیر معاویہ کی حکومت اور ان کی مخالفت کا بتدریج سقوط۔ دمشق میں دار الخلافۃ کا انتقال۔

۶۶۳-۶۶۴ء۔ ایشیائے کوچک پر زبردست حملہ۔ عمرو بن العاص کی وفات۔

۶۶۹ء۔ جزیرہ صقلیہ (سسلی) پر عظیم الشان چڑھائی۔

۶۷۳-۶۷۷ء۔ قسطنطنیہ کا محاصرہ۔ اور یونانی آتشبازی کے باعث مسلمانوں کا اطراد۔

۶۷۶ء۔ یزید بن معاویہ کی ولیعہدی کا اعلان۔ سریر خلافت کیلئے اِرثی نامزدگی کی بدعت۔

۶۸۰ء۔ حضرت امیر معاویہؓ کی وفات۔ یزید اوّل کی تاجپوشی۔ شیعان علیؓ کا بیعت سے انکار۔ حضرت امام حسینؓ اور آپ کے رفقاء کی شہادت۔

۶۸۱ء۔ عبد اللہؓ بن زبیرؓ کا اعلان خلافت۔

۶۹۲ء۔ ابن زبیرؓ کی وفات۔ حکومت اموی کا بالاتفاق تسلیم کیا جانا۔

۷۱۱ء بولین والئی سیوٹا کی انگیخت پر اسپین کے خلاف مسلمانوں کی چڑھائی۔ جنگ زدرکس طارق کے ہاتھوں سپین کی گوتھک[1] سلطنت کی تباہی۔

۷۱۷ء۔ فرغانہ اور قسطنطنیہ کا محاصرہ، سلیمان کی وفات، مروان اوّل کے پوتے عمر ثانی ولیعہد کی تخت نشینی۔

---

[1] گوتھک قدیم ٹیوٹانی اقوام کی ایک شاخ ہے جو ابتداءً بحر بالٹک کے جنوبی ساحل پر آباد تھی۔ تیسری صدی میں اس قوم نے ڈیسیا میں سکونت اختیار کی۔ اور پھر اٹلی، فرانس اور سپین میں اپنی حکومتیں قائم کیں۔ ان کا زمانہ حکومت آٹھویں صدی تک ممتد ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۷۴۵ء - بلخ میں عباسیوں کی بغاوت۔ عباسیوں کا شورش کو جاری رکھنا۔

۷۴۴ء - ولید کا اپنے حریف کے خلاف جنگ کرتے ہوئے مارا جانا، یزید ثالث کی تاجپوشی، علامات زوال کا بیّن ظہور، افریقہ میں عبدالرحمٰن بن محمدؐ کا اعلان آزادی، ولید کی موت کے بعد امیہ میں بغاوت اور درّۂ عقاب پر باغیوں کی شکست فاش، حصول تخت کیلئے یزید کے دادا مروان کی کوششیں، یزید کا اس کو عراق کا والی بنانا، چھ ماہ کی حکومت کے بعد یزید کی موت۔ اس کے بھائی ابراہیم کی تخت نشینی، مروان کی دمشق پر چڑھائی، ابراہیم کا دو ماہ کی حکومت کے بعد فرار، مروان ثانی کی حکومت کا تسلیم کیا جانا۔

۷۴۶ء - قبرص پر مسلمانوں کی چڑھائی۔

۷۵۰ء مملکت کے شرقی حصہ میں شورش اور ابو العباس عباسی کا اعلان حکومت، بنی امیہ اور بنی عباس کی جنگ، جنگِ ذاب۔ مروان کی شکست اور بنی امیہ کا زوال۔ ابوالعباس کی حکومت کا استحکام، عبدالرحمٰن بن معاویہ کے سوا کہ وہ افریقہ میں پناہ گزین ہوا تمام اموی شہزادوں کا تہ تیغ کیا جانا۔ اس کے مظالم کے نتیجہ میں شورشوں کا برپا ہونا اور اُن کا فرو کیا جانا۔ ابوالعباس کا عنبر کو اپنی مستقل قیامگاہ بنانا۔

۷۵۴ء - ابوالعباس کی وفات، اور اس کا اپنے چچازاد بھائی ابوجعفر المنصور کو اپنا جانشیں نامزد کرنا۔ عبداللہ بن علی کی بغاوت، اور نصیبین کے مقام پر اس کی شکست، مختلف شورشوں کا فرو کیا جانا۔ افریقہ کی بغاوت اور ازاں بعد محض برائے نام خلیفہ کے زیر حکومت رہ جانا۔

۷۵۵ء - مسلمانوں کا سپین میں عبدالرحمٰن بن معاویہ کو (اموی) خلیفہ منتخب کرنا۔ سپین کا عباسیوں کے ہاتھ سے نکل جانا۔

۱۶۱

۷۵۶ء - مغربی اموی حکومت کی بنیاد۔

۷۶۲ء - بغداد کا دارالخلافہ قرار پانا۔

۷۷۵ء - منصور کی وفات اور اس کے بیٹے محمدؐ المہدی کی تخت نشینی، اندرونی اصلاحات اور قیام امن کے باب میں اس کی مساعی، خراسان میں حکیم کی بغاوت، ایشیاء کوچک پر حملہ کا جاری رہنا۔

۷۸۶ء - ماں کی انگیخت پر ہارون کو تخت سے محروم کرنے کے باب میں ہادی کی ریشہ دوانیاں۔ لیکن ہارون الرشید کا بلا مخالفت تخت نشین ہونا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۷۹۲-۷۹۳ء۔ یحییٰ بن عبداللہ کے گروہ کا قلع قمع۔

۸۰۱ء۔ ہارون کا شارلمین کے دربار میں اپنا سفیر بھیجنا۔

۸۰۹ء۔ خراسان کی بغاوت، ہارون کا اس کے سر کرنے کو خود جانا۔ اور رستہ میں اس کا وفات پانا۔ اس کے عہد حکومت میں علم و حکمت کا دَور دَورہ۔ اس کے بیٹے امین کی تخت نشینی، اس کے بھائی مامون کی بغاوت کے فرو کرنے میں صرف ہونا۔ مامون کا رفتہ رفتہ بغداد کے سوا تمام صوبوں پر قبضہ حاصل کر لینا۔

۸۱۳ء۔ امین کی گرفتاری، اس کا قتل اور بغداد میں مامون کی حکومت کا اعلان۔ خانہ جنگی کا استمرار۔

۸۳۳ء۔ مامون کی وفات، اس کا دَور حکومت عربی ادب کا ایک زرّیں عہد، فنون و فلسفہ کی کُتب کا یونانی زبان سے ترجمہ ہونا۔ مامون کا محیطُ الارض کے درجات کی پیمائش کا حکم دینا۔ اپنے بھائی مستعصم کو اپنا جانشین نامزد کرنا۔ عباس کل ایک گروہ (کہ عباس بن مامون کا حامی تھا) اس کی سرکوبی، مستعصم کا تُرکوں کو اپنے محافظ دستہ میں بھرتی کرنا اور ان کی زیادتیوں کے باعث بغدادیوں کی شورش، دارالخلافہ کا سامرہ میں منتقل ہونا۔

۸۴۱ء۔ مستعصم کی وفات، اور اس کے بیٹے وثیق کی تاجپوشی۔ خلافت میں زوال کے آثار۔

۸۶۱ء۔ مستنصر کا ترکی گارد کو رشوت دیکر اپنے متوکل کو قتل کروانا اور خود حکومت سنبھال لینا۔

۹۳۳ء۔ ایران میں خاندان بویا کی بنیاد، خلافت کا بغداد کی حدود میں محدود ہو جانا۔

۹۳۹ء۔ قبضہ موصل۔

۹۵۸ء۔ معزالدین فاطمی کا سارے افریقہ اور مصر کو زیر کرنا اور عربوں کا اس کو خلیفہ تسلیم کرنا۔

۹۹۷ء۔ محمود غزنوی کی تخت نشینی اور اس کا سنہ ۱۰۲۸ء تک حکومت کرنا۔

۱۰۲۰ء۔ فردوسی ستارہ اپنے اوج پر، سلجوقی ترکوں کا زور پکڑنا۔

۱۰۷۴ء۔ سلیمان سلجوقی فاتح ایشیائے کوچک کا سلطنت روم کی بنیاد رکھنا۔

۱۰۹۰ء۔ حسن بن صباح نیشاپوری کا کرمانیوں کے ایک گروہ کو جو حشاشین کہلائے منظم کرنا۔

۱۰۹۲ء۔ الپ ارسلان کے جانشین ملک شاہ کی وفات، سلجوقیوں کا زوال۔

۱۰۹۶ء۔ فاطمی خلیفہ مستلم کا یروشلم پر قبضہ کرنا۔

۱۰۹۹ء۔ صلیبیوں کا سارے ایشیائے کوچک کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جانا۔

۱۱۷۱ء۔ سلطان صلاح الدین شامی کے ہاتھوں فاطمیوں کی تباہی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۲۰۶ء - چنگیز کا منگولیوں کا سردار بننا -

۱۲۱۸ - ۱۲۲۱ء - چنگیز خانی فتوحات -

۱۲۵۶ء - ہلاکو خان کی ایران پر چڑھائی اور حشاشین کا استیصال -

۱۲۵۸ء - ہلاکو کا بغداد کو فتح اور مستعصم کو قتل کرنا اور عباسی کا خاتمہ -

انسان کا نصب العین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ
اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ - اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ

سورۃ فاتحہ کے نام سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں کچھ کھولا گیا ہے - مگر کیا کھولا گیا ہے یہ اس طرح پتہ لگ سکتا ہے کہ معلوم ہو کہ کھولنے والا کون ہے اور وہ کیا کھولا کرتا ہے - پس اللہ تعالیٰ کا یہ کلام ہے جو خود ہی دوسری جگہ فرماتا ہے کہ وہ اپنے بندوں کے لئے ابواب السماء کھولا کرتا ہے اس لئے بغیر اس سورۃ کی تفصیلات میں جانے کے ایمان بالغیب ہونا ہی اس بات کو چاہتا ہے کہ انسان یقین کرلے کہ اس سورۃ میں ابواب السماء وا ہیں - اور پھر اس کی تحقیقات کی جائے تو واقع میں معلوم ہوگا کہ اس میں ترقیات انسانی کے لئے ایسا باب کھلا ہوا ہے کہ جو اس میں داخل ہوگا ایک عجیب نظارہ دیکھیگا جو اس کے قلب میں بشاشت پیدا کریگا اور امید کی ایک ایسی حقیقی لہر پیدا کردیگا جو اس کے لئے آگے ہی آگے قدم بڑھانے کے لئے ممد و معاون ہوگی اور اس باب میں داخل ہوتے ہی ترقیات کے بے انتہا ابواب کھل جائینگے ؂

۱۴۲

انسانی فطرت میں ... ... جو بھی امر رکھا گیا ہے وہ دراصل ایک بیج ہے جس کو باقاعدہ بونے سے اور اس کی کما حقہ حفاظت کرنے سے اس سے نہایت اعلیٰ و مضبوط درخت پیدا ہوتا ہے - جس کے پھل اس قدر شیریں ہوتے ہیں کہ ہزارہا نفوس اس کی لذت سے محظوظ ہونے کے لئے جمع ہوجاتے ہیں ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فطرت کا اعلیٰ ترین تقاضا خواہش حمد ہے۔ دنیا نے اپنی اصطلاحات میں بعض چیزوں کا بُرا اور بعض چیزوں کا بھلا نام رکھ دیا ہے اور یہ دنیا کا کاروبار چلانے کی اچھی ترکیب ہے۔ مگر عارف خوب جانتا ہے کہ دراصل دُنیا میں بُری اور بھلی چیز کوئی بھی نہیں بلکہ حقیقۃ الامر یہ ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے جس کا جائز استعمال بھلا اور ناجائز بُرا ہو جاتا ہے اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں یوں بیان فرمایا ہے کہ یسبح للّٰہ ما فی السموات وما فی الارض پس کسی چیز کو بھلائی یا بُرائی میں تعبیر کرنا دراصل اندھوں والی اصطلاحات ہیں جو ٹٹول ٹٹول کر قدم رکھتے ہیں۔ اور موٹی موٹی چیزوں پر ہاتھ رکھ کر ایک حد تک اپنے راستہ کی تلاش کر لیتے ہیں۔ ورنہ درحقیقت ہر چیز خدا تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ ہاں تو اصل بات یہ تھی کہ انسانی فطرت کا ممتاز حصہ اس امر کا خواہاں اور طالب ہے کہ وہ حمد کے لائق ہو۔ دُنیا کہتی ہے کہ اپنی تعریف کی خواہش کرنیوالا اچھا نہیں ہوتا مگر یہ فقرہ وہی اندھوں والی اصطلاح ہے کیونکہ فطرت کے تقاضے کبھی غلط نہیں ہوتے ہاں اس میں شک نہیں کہ ہر چیز کا غلط استعمال ضرور نقصان رساں ہوگا۔ اور اس بیج کی اصلیت کو خراب کرنیوالا ہوگا جو ایک عمدہ درخت بننے کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔ تو حمد کی خواہش ایک اعلیٰ بلکہ اعلیٰ ترین چیز ہے۔ اور یہی میرے مضمون کا مرکزی نقطہ ہے ؏

حمد کیا ہے؟ حمد دو طرح کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی شکل پر پیدا کیا ہے۔ پس ہر چیز جو اصل ہے وہ اللہ کی طرف منسوب ہوگی۔ پھر اُس کا عکس جو انسان میں ظاہر ہوگا وہ اگرچہ ظلّی ہی ہوگا مگر اُس نام سے یاد کیا جائیگا جو اصل میں کہلاتی ہوگی چنانچہ یہاں فرمایا حمد اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ یعنی اعلیٰ صفات کا کوئی قیاس جو معرفت قلب میں آسکتا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات میں ہے مگر پھر اُس کا عکس کہیں آسکتا ہے تو اُس کی تصدیق کے لئے انسان کی مدد کی ضرورت نہیں بلکہ انسان حمد کے لائق وہی ہے۔ جس کی حمد اللہ تعالیٰ کرے یعنی الحمد للّٰہ کے معنے ہوئے حمد اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے یا حقیقی حمد وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کرے۔ لیکن اگر ایسا نہیں یعنی انسان اُس چیز کی طرف رجوع کریگا جو خود ایک چیز کی طالب ہے یعنی انسان سے حمد کا خواہاں ہوگا تو ابواب السماء کی طرف رُخ نہ ہوگا بلکہ نیچے گرنے کی کوشش ہوگی اس لئے ابواب السماء میں داخل ہونے کے لئے۔ سماء کا رُخ ہی مناسب ہے۔ پس چاہیئے کہ حمد کی خواہش تو ہو مگر اللہ تعالیٰ سے نہ کہ بندوں سے۔ اور اس طرح خود بخود وہ بات بھی بیچ ہی میں آجائیگی کہ جس طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

...نسے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں پھر اُس ذات کی بھی حمد کرنے لگیں گے جو اُس کا عکس اپنے اندر رکھیگی ٭

آگے وہ ذرائع بیان کیئے گئے ہیں جن سے حمد کے لائق انسان بن سکتا ہے۔ یہ کہ ربّ العالمین اُس کی صفت ہے۔ تم بھی اگر حمد کے لائق بننا چاہتے ہو تو ربّ العالمین کا ظل بن جاؤ۔ تم ربّ کا ظل بن جاؤ بڑوں کے لئے تم ربّ کا ظل بن جاؤ چھوٹوں کے لئے تم ربّ کا ظل بن جاؤ امراء کے لئے تم ربّ کا ظل بن جاؤ غرباء کے لئے تم ربّ کا ظل بن جاؤ افراد کے لئے تم ربّ کا ظل بن جاؤ اقوام کے لئے تم ربّ کا ظل بن جاؤ حکومت کے لئے تم ربّ کا ظل بن جاؤ رعایا کے لئے۔ غرضیکہ کوئی ذرّہ نہ ہو جو تمھاری ربوبیّت سے بچ گیا ہو۔ ان امور کی تفصیلات میں اگر پڑیں تو ایک ضخیم کتاب لکھنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے مَیں کوشش کرونگا کہ مختصراً ایک مثال کو لیکر کچھ بیان کردوں ٭

143

ربوبیت کی مثال یوں ہے۔ کہ تم اس بات پر آمادہ ہو جاؤ کہ تم کو دنیا کے اخلاق کی اصلاح کرنی ہے۔ پھر اُس کے لئے ذرائع سوچو اور مجنون ہو جاؤ اس غم میں کہ تم کو انہیں اُس راہ پر لانا ہے جو اُن کے لئے ترقیات کا باعث ہو سکتی ہے۔ یہاں تک کہ خدا تمھیں کہنے لگے لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین۔ پس جب تم یہ حمد اللہ تعالیٰ سے کروا لوگے تو گویا تم نے وہ درجہ حاصل کرلیا جو ربوبیت سے تعلق رکھتا تھا۔ مگر ہر چیز کے راستے میں کچھ روکاوٹیں ہوتی ہیں جن سے دنیا گھبراتی ہے۔ حالانکہ وہ روکاوٹیں دراصل راستہ چلنے میں ممد ہوتی ہیں۔ مثلاً انسان جب زمین پر چلتا ہے۔ تو زمین میں (فرکشن) ہے یعنی وہ صاف نہیں بلکہ قدم کو روکتی ہے اور یہی روکاوٹ انسان کے چلنے میں ممد ہوتی ہے۔ اس طرح کہ زمین میں کھردراپن نہ ہو تو پاؤں پھسل جائے۔ اور ہمارے پاؤں میں بھی (فرکشن) ہے یعنی اُس کے مقابلہ کی روکاوٹ تو اگر ایسا نہ ہو یعنی دونو طرفیں چکنی ہوں جیسے مثال کے طور پر شیشہ کی طرح صاف ہوں تو اس سڑک پر ایسے پاؤں سے چلنے کا یقینی نتیجہ یہ ہوگا انسان مُنہ کے بل گر یگا۔ پس وہ جو روکاوٹ پیدا ہوتی ہے وہ ایک مفید چیز ہے۔ اسی طرح جب تم عالمین کی اخلاقی اصلاح کی کوشش کروگے تو تمھاری مخالفت ہوگی اور لوگ کہینگے کہ یہ نئے رنگ کے اخلاق سکھاتے ہیں۔ مگر اس امر کی پرواہ مت کرو بلکہ اس فکر میں رہو کہ تم نے ربوبیت کرنی ہے ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

التأویل علیها وانما المعول فی ذٰلک علی اجماع الشیعة الامامیة" یعنی مسئلہ رجعت اجماع شیعہ امامیہ سے ثابت ہے نہ کہ قرآن وحدیث سے۔ لیکن باوجود اس اجماع کے آخر ایک جماعت نے اس مسئلہ کی تاویل کی اور ظاہری رجعت کو مستحیل قرار دیا۔ جیسا کہ مجمع البیان طبرسی جلد ۴ صفحہ ۱۹۸ میں لکھا ہے

"ان جماعة من الامامیة تأولوا ما ورد من الاخبار فی الرجعة علی رجوع الدولة والامر والنهی وان رجوع الاشخاص واحیاء الاموات وأولوا الاخبار الواردة فی ذٰلک"

یعنی امامیہ کی ایک جماعت اخبار دربارۂ رجعت سے مراد یہ لیتی ہے کہ مہدی کی سلطنت ہوگی اور اس کا امر نافذ ہوگا۔ مردوں کے زندہ ہونے سے دنیا میں آنا مراد نہیں ہے اور اب تو کوئی شیعہ بھی اس امر کو لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہی نہیں اور کبھی کوئی ذکر ہی نہیں کرتا۔

اسی طرح سید احمد صاحب بریلوی کی غیبوبت کے متعلق جو عقیدہ تھا وہ کمزور ہوگیا ہے اب اس کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ اور جس وجہ سے وہ عقیدہ بنایا گیا تھا اس کی تاویل کیجانے لگی۔

چنانچہ مصنف سوانح احمدی لکھتے ہیں:۔

اس میں شک نہیں کہ آپ کی شہادت اور غیبوبت میں روز ازل سے ہی اختلاف ہے مگر اب بسبب بُعد زمانہ کے جو ساٹھ برس سے بھی زیادہ ہوگئے خیال غیبوبت خود بخود لوگوں کے دلوں سے محو ہوتا جاتا ہے، سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحبہ جن سے قبل از معرکہ بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبت کی پیشگوئی کی تھی اور سید صاحب کے اکثر اقرباء اور اہل قافلہ آپکی غیبوبت کے قائل تھے۔ مگر پنجاب اور ہندوستان کے اکثر آدمی پلۂ شہادت کو غلبہ دیتے ہیں۔ صفحہ ۱۳۷

اور اس پیشگوئی کی کہ پنجاب میرے ہاتھ پر فتح ہوگا یہ تاویل کرتے ہیں:۔

"اس وقوعہ کے پندرہ برس کے بعد سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھوں کے ہاتھ سے نکل کر ایک ایسی عادل اور آزاد اور لامذہب قوم کے ہاتھ میں آگئی۔ کہ جس کو ہم مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کرسکتے ہیں اور غالباً سید صاحب کے الہام کی صحیح تأویل یہی ہوگی جو ظہور میں آئی" (صفحہ ۱۳۸)

پس یہ تمام نظائر ہمیں بتاتی ہیں کہ کسی کی زندگی کا عقیدہ جب بنایا جاتا ہے۔ تو کچھ مدت کے بعد اُسے پہلے لوگوں کی غلطی تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ اور وہ اکثر اسی وقت اختیار کیا جاتا رہا۔ جبکہ وہ قوم پست حالت میں ہو اور ان پر ناامیدی اور یاس کا عالم طاری ہو۔ تو وہ دشمنوں کو جواب دینے کیلئے اور اپنی ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے ایسا عقیدہ بناتے رہے ہیں۔ چنانچہ اب اس زمانہ میں جبکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الرحمٰن - جب تم دیکھو کہ دنیا تمہاری مخالفت پر تلی ہوئی ہے تو تم اُس کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفت رحمٰنیت کے ظل ہو جاؤ۔ وہ تم کو گالیاں دیں تو تم اُن کو دعا دو۔ تم اس غم میں گھل جاؤ کہ کاش وہ لوگ تمہاری بات مان لیں۔ اُن کی سختی اُن کی مار اُن کی گالیوں کی پروا مت کرو۔ رحمٰن بنو اور اُن میں اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ دیکھو یہاں ایک سبق سکھایا ہے کہ نرمی سے کام لو۔ جب تم میں رحمٰنیت ہوگی تو تم ٹیرارسٹس نہیں بنو گے جو ڈسٹرکشن میتھڈ ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ نقائص کی وجہ سے کسی چیز کو تباہ کر دینا۔ اور یہی شیطانی طریق کار ہے۔ بلکہ تم کانسٹرکشن اصول کو مدّنظر رکھو جس کے معنے یہ ہیں کہ چیز کو بنانا۔ یعنی اُن کے نقائص پر تباہ نہ کرو بلکہ ایسے رنگ میں اُن کی اصلاح کی کوشش کرو۔ کہ اُن کے نقائص خود بخود دُور ہوتے چلے جائیں۔ جب روشنی آجائیگی تو اندھیرا خود بخود بھاگ جائیگا قرآن کریم کی اس آیت کی طرف غور کرو کہ جاء الحق وزھق الباطل۔ پس عیبوں کے پیچھے مت پڑو خوبیاں پیدا کرو تا عیب خود بخود دُور ہو جائیں ۞

الرحیم - اب جب تم نے کوشش کی تو تمہارا رحیم خدا تمہیں اپنی رحیمیّت کا ظل بنا لیگا۔ وہ اس طرح کہ تمہاری محنتوں سے جو لوگ اس راہ پر آ جائینگے جو سیدھا راستہ ہے تو تمہارا کام اُنکی تربیت کرنا ہوگا۔ یعنی جب وہ ایمان لے آئینگے کہ جو راہ تم بتلاتے ہو وہ صحیح ہے تو تمہارے لئے اگلا باب کُھلیگا یعنی جب وہ تم سے تفاصیل دریافت کرینگے تو یہ گویا اُن کی سعی ہوگی یعنی وہ تمہاری رحیمیّت کے طالب ہونگے جس کے جواب میں تم رحیمیّت دکھاؤ گے۔ یعنی اس طرح کہ تم ایمان کے بعد عمل صالح کے طریق اُن کو بتاؤ گے ۞

جب تم ان امور میں کامیاب ہو جاؤ گے تو پھر تم مٰلک یوم الدّین کی صفت کے مظہر بن جاؤ گے۔ اور یہی وہ چیز ہے جسے دنیا حکومت کے نام سے تعبیر کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام[ص] سے حاصل ہو سکتی ہے جو اوپر بیان کیئے گئے ہیں۔ جب تم اُن کی ربوبیت کرو گے پھر اُن کی سختی کے مقابلہ میں اُن پر رحم کرو گے پھر جب وہ اُس نرمی سے سوچنے کے قابل ہو کر سوچیں گے اور اُنہیں تمہاری بات کا یقین آ جائیگا تو وہ تمہاری رحیمیّت کے طالب ہونگے اور جب یہ سب کچھ تم اُنہیں سکھلاؤ گے تو تم اُن کے لئے ایک روشنی کا مینار ہو گے اور اُن کے لئے

ص تمہیں غلبہ کا وعدہ دیا ہے مگر یہ دور از

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر راستہ تلاش کرنے کا کوئی ذریعہ ہوگا تو وہ تم ہی ہوگے۔ جب یہ حالت ہوگی تو وہ اپنے ہتھیار تمہارے آگے ڈال دینگے۔ اور تم ہی اُن کے حاکم ہو جاؤ گے۔ کیونکہ تم نے ہی اُن کی اصلاح کی۔ اور اسی کا ذکر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس طرح فرماتا ہے۔ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ پس دنیا کی اصلاح کے غم میں گھل جاؤ۔ اور دل میں درد پیدا کرو۔ تب خدا وہ وعدہ تم سے پورا کریگا جو اُس نے اپنے پیارے مسیحؑ سے کیا۔ مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے مشروط ہوتے ہیں۔ بیشک اُس نے یہ فرمایا ہے۔ مگر قرآن کریم میں یہ بھی تو ہے کہ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ پس اگر تم اُس کے ارشاد پر عامل نہیں ہو تو اس فہرست میں شامل نہیں ہو سکتے۔ وہ وہی لوگ ہونگے جو اس حلقہ میں آجائینگے۔ اور اوفوا بعھدی اوف بعھدکم کے حقدار ٹھیرینگے۔ دیکھو یہ ایک وقت ہے جس سے تم فائدہ اُٹھا سکتے ہو۔ تم کو اللہ تعالیٰ نے ایک خلیفہ دیا ہے۔ جس کو تمھارے لئے سخت ذہین اور فہیم بنایا ہے۔ یہ اُس کی رحمانیت ہے پس اس سے فائدہ اُٹھاؤ۔ آج دنیا تمھاری مخالفت پر تُلی ہوئی ہے۔ پس بیدار ہو اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرو کہ اُس نے تمھارے لئے اپنے وعدوں کے پورا کرنے کا وقت قریب کر دیا ہے یعنی اس شیطانی دلیل کو توڑا ہے کہ ڈسٹرکشن مینتھڈ سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ دیکھو باغی روح انتہائی زور لگا چکی اور پوری کوشش کر چکی کہ وہ زمین کی وارث بن سکے۔ مگر ایسا نہ ہُوا۔ اب شیطان وہاں سے مُنہ کی کھا کر تمھارے ساتھ ٹکر لگا رہا ہے۔ پس تم ہوشیار ہو جاؤ اور اُسے دکھا دو کہ تم بغاوت کئے بغیر یعنی Destructive ذریعہ کو چھوڑ کر ایک علیحدہ دُنیا قائم کرو گے

۱۴۴ یعنی Constructive اور اسی کو تمھارے مسیح علیہ السّلام نے اس رنگ میں پیش کیا ہے کہ مَیں نے ایک نیا آسمان اور نئی زمین بنائی وہ کیا ہے وہ یہی ہے کہ ہمدردی خلائق دل میں پیدا کرو درد پیدا کرو۔ کوشش کرو کہ دُنیا کے عیب دُور ہو جائیں۔ یہ مت کہو کہ حکومت میں یہ عیب ہے اس لئے اسے مٹایا جائے بلکہ کوشش کرو کہ اُس کے عیب دُور ہوں اور وہ اپنے فرائض کو انجام دے۔ رعایا پر بھی رحم کرو مثلاً اسوقت مسلمان، ہندو، سکھ، عیسائی سب تمہارے مخالف ہیں۔ اُن کے لئے بھی درد پیدا کرو۔ تم کس طرح رحمٰن کے ظل ہو سکتے ہو جب تک تمھارے دل پگھل نہیں جاتے کوئی خوبی نہیں کہ تم احمدیت کی ہتک سُن کر اس قدر جوش میں آؤ کہ آپے سے باہر ہو جاؤ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم میں وہ درد پیدا ہو کہ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین وہ درد پیدا کرو جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ان اشعار میں ظاہر کیا ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بدل دردیکه دارم از برائے طالبان حق ∗ نمیگردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چناں مستغرق اندر فکر او شان است ∗ کہ نے از دل خبر دارم نہ از جانِ خود آگاہم
بدیں شادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم ∗ ازیں در لذتم کز درد مے خیزد ز دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است ∗ ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم
نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا ∗ کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبر و دردا کراہم
غم خلق خدا صرف از زباں خوردن چہ کار استش ∗ گرش صد جاں بیاریزم ہنوزش عذر میخواہم
چو شام پر غبار و تیرہ حال عالمے بینم ∗ خدا بر رسے فرود آرد دعاہائے سحرگاہم

تب خدا تعالیٰ تمہارے لئے ابواب السماء یوں کھولیگا کہ شیطان کی بھڑکائی ہوئی روحیں تمہارے درد سے بیدار ہونگی اور یدخلون فی دین اللہ افواجا والی بات پوری ہوگی. اور تم مالک یوم الدّین بن جاؤگے۔ وہ تم سے الدّین کے طالب ہونگے وہ سب تمہارے پاؤں میں گرینگے۔ اور تم اُن کے حاکم ہوگے۔ پس یہ وقت گھبرانے کا نہیں بلکہ خوش ہونے کا ہے۔ یہ وہ وقت ہے جس وقت دولھا کے سسرال کی عورتیں اُسے تنگ کرتی ہیں۔ کیا وہ رونے لگے گا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اگر وہ عارف ہے تو خوش ہوگا کہ اب وقت قریب ہے کہ دُلہن اس کی ہوجائیگی۔

لیکن ایک بات اور بھی یاد رکھو کہ یہ سب کچھ تم کو میسر آجائیگا مگر اس بات کو دل سے بھولو کہ تم اللہ کے ظل تو ہو۔ مگر اللہ نہیں ہو۔ پس ہر کامیابی جو تم حاصل کرو اُس میں ایّاک نعبد وایّاک نستعین کے وِرد کو نہ چھوڑو۔ کیونکہ ہر درجہ جو تم نے حاصل کیا ہے اُس کے بعد تمہارے لئے ایک اور بلندی ہے۔ اب رحمٰن، رحیم اور مالک یوم الدّین۔ یہ تمہاری چار دیواریں ہیں مگر چھت کے بغیر تمہارا گذارہ نہیں۔ اور چھت نہ ہوگی تو اُس کے بغیر تمہاری حفاظت مکمل نہ ہوسکے گی۔ یہ بھی ہوگا کہ ایک وقت ننگی دیواریں خود بخود گر جائیں گی پس ایّاک نعبد وایّاک نستعین کو ہمیشہ دُہراتے رہو۔ اور دعا کرتے رہو کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضّآلین۔ دیکھو مسلمانوں نے ترقی کی وہ بڑھے منعم علیھم میں شامل ہوئے مگر جب اُنہوں نے ایّاک نعبد وایّاک نستعین کا مسئلہ چھوڑا تو کیا نتیجہ ہُوا یہی کہ وہ مغضوب ہوگئے پھر ضال ہوگئے۔ یعنی غضب الٰہی کا نتیجہ یہ ہُوا کہ سالہا سال کی محنت کے نتیجہ میں جو اصلاح انسانیت کی آنحضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی اُسے وہ بھول گئے پھر اللہ تعالیٰ کی رحمانیت جوش میں آئی تا پھر اُس باغ کو سرسبز کرے جس کے پودے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اُگائے تھے اور وہ روحانی پانی کے نہ ہونے سے خشک ہو گئے تھے۔ اُن میں گند پیدا ہو گیا تھا۔ پس ایک باغبان نے آکر پھر صفائی شروع کی۔ اُس کی روشیں بنائیں۔ اُس کی جڑوں کو اپنے خون دل سے سینچا۔ اور آج اُس میں کچھ درخت سرسبز نظر آتے ہیں۔ یہ باغ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سرسبز ہوگا اور ضرور ہوگا۔ تم بھی اُس کے پودے ہو۔ تا خدا تمھیں پھل لگائے۔ مگر اس دُعا کو مت بھولو کہ ایاك نعبد و ایاك نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین۔ اور اپنے آپ کو مت خدا خیال کرو۔ یہ عجیب مضمون ہے کہ ایک طرف تو اپنے آپ کو خدا بناؤ تا اس ذریعہ سے اصلاح کرو مگر ساتھ ہی ساتھ خیال رکھو کہ تم خدا نہیں بلکہ اُس کے ظل ہو۔ اور اس لئے اصل سے صراط مستقیم کے ہر وقت طالب رہو۔ تب کیا ہوگا۔ یہی کہ تم حمد کے قابل بن جاؤ گے اُسوقت خدا تعالیٰ تمھاری حمد کریگا اور تم اُس کی حمد کرو گے یہی انسان کا نصب العین ہے۔ کہ تم اُس کے ہو جاؤ اور وہ تمھارا ہو جائے۔ اور اُس وقت تک تم دھوکہ خوردہ ہو جب تک وہ خود یہ نہیں کہدیتا کہ انت منی و انا منك۔

145 واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔ والسّلام

خاکسار محمد اسمٰعیل مینیجنگ ڈائرکٹر احمدیہ سپلائی کمپنی قادیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کے معنے یہ بھی ہیں کہ جس قدر سچی تعریف دنیا میں ہو رہی ہے یا ہو سکتی ہے سب کا مستحق اللہ تعالیٰ ہے۔ اور یہ بھی کہ سچی تعریف کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ان دوسرے معنوں کے رُو سے آیت کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ کسی مخلوق کی سچی اور کامل تعریف اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا ؛

ان معنوں کی سچائی اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ انسان ابتک اپنی حقیقت کو بھی نہیں سمجھ سکا۔ کسی شئے کے متعلق پورا علم نہیں رکھتا وہ اس کی صحیح تعریف کب بیان کر سکتا ہے۔ اسی طرح انسان کے اعمال کی قیمت اس کی نیّت کے مطابق ہوتی ہے۔ نیّت کو کوئی شخص معلوم نہیں کر سکتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اس لئے کسی انسان کی سچی تعریف صرف اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ بندے ایک انسان کو نماز روزہ کا پابند دیکھتے ہیں اور اسکی تعریف کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ ریاکار ہوتا ہے۔ اور ایک شخص کی مذمّت کرنے لگ جاتے ہیں۔ کیونکہ اس کی بعض باتوں کو وہ نہیں سمجھتے اور وہ اچھا ہوتا ہے پس تعریف وہی ہے، جو خدا تعالیٰ کرتا ہے۔ جو ہر شئے کی حقیقت کو جانتا ہے اور دلوں کے رازوں کا واقف ہے ؛

اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ متقی انسان کو دوسرے انسانوں کی تعریف پر خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف نظر رکھنی چاہیئے۔ اگر اللہ تعالیٰ تعریف کرے تو بیشک خوشی کا مقام ہے۔ ورنہ بندے تو بسا اوقات بُری شئے کو اچھی اور اچھی کو بُری کہدیتے ہیں ؛ (درس امام)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب

(یا)

اسلامی پردہ

(نمبر ۱۳)

اس سلسلہ مضامین کی گذشتہ اشاعت میں ان خود فراموش. ناعاقبت اندیش اور نام نہاد مسلمانوں کے دُور از حقیقت و بے اصل انداز خیال پر بحث ہو چکی ہے جو افراط کی راہ پر قدم مارتے ہوئے پردہ کو بے اصل قرار دیتے ہیں، اور تعلیمات اسلامیہ سے جہالت و تہی دامنی کے باعث اور طلسم مغرب کی رعنائیوں سے مسحور ہو کر اس خیال کا اظہار کرتے ہیں کہ در اصل اسلام میں پردہ کا حکم ہے ہی نہیں۔ اور اسلامیوں میں اس کا نفوذ و اجراء بنی امیہ کے عہد یا پھر سلجوقیوں کے آخری دَور میں ہُوا۔ آج کی فرصت میں ہم مسلمانوں کے اس فریق کے معتقدات و خیالات کو زیر بحث لاتے ہیں جس نے تفریط کا پہلو اختیار کر رکھا ہے۔ اس فریق کے نزدیک عورت بدیوں کی جڑھ ہے اس لئے حتی الامکان اسے مَردوں کی نگاہوں سے مستور کر دینا چاہیئے، اور اسے کسی بھی طور پر اجازت نہ ہونا چاہیئے کہ وہ گھر کی چار دیواری کو چھوڑے، اور اگر مجبور کن ضرورت کے وقت کبھی اسے گھر سے باہر نکلنا پڑے تو پھر ڈولی، پالکی، نالکی یا بند گاڑی میں بند ہو کر وہ ایسا کر سکتی ہے، اور اگر بدرجہ مجبوری اور بالکل بے بس ہو کر اسے یہ بھی میسر نہیں تو پھر ایک ایسا بیحد گھناؤنا گندہ میلا چکٹ اور طویل و عریض کپڑا اوڑھکر اسے باہر نکلنا چاہیئے جو چلتے وقت زمین سے مس کرتا جائے، یہ تمام مصیبت آفریں پابندیاں جن کا مطلب بجز اس کے کیا ہو سکتا ہے، کہ عورتیں زندہ درگور ہو کر رہ جائیں، ابھی صرف ان کی آمد و رفت کے باب میں ہیں، ورنہ وہ پابندیاں جن کے باعث عورتیں غیر محرموں کو اپنی آواز نہیں سُنا سکتیں، خارجی امور تمدّن میں کسی بھی طور پر شامل نہیں ہو سکتیں، غیر محرموں کے نزدیک اپنی ہستی ہی کو عدم محض بنائے رکھنے پر مجبور ہیں وہ ان سے علاوہ ہیں، اور پھر اس ستم کاری کا آخری نقطہ یہ ہے کہ پردہ کے اس غیر معقول، ناقابل عمل اور بیہودہ طریق کو، جو دنیا میں تمدّنی، اقتصادی ارتقاء کے لئے شدید روک کا باعث اور صحت کے لئے تباہ کن و بربادی بخش ہی نہیں بلکہ سراسر خلاف شریعت بھی ہے "بلا کم و کاست" قرآن مجید اور سُنّت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ظاہر کیا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ اسلام کا یہی منشاء ہے، صحابیات اسی پردہ کی پابند تھیں،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے ہٹا کر کسی سہولت کی طرف قدم اُٹھانا خلاف شریعت اور منشاء الٰہیہ کے خلاف ہے، ہمیں کچھ ضرورت نہ تھا کہ ہم اس بیجا غلو اور حد سے بڑھی ہوئی احتیاطوں کے خلاف آواز بلند کرتے۔ ہر شخص اپنی ذاتی مجبوریوں اور ماحول کی ضروریات کے پیش نظر مزید احتیاطی تدابیر کو بروئے کار لانے کا اختیار رکھتا ہے، اسے یہ حق حاصل ہے کہ وقتی مجبوریوں کے باعث بعض اوقات اپنے گھر کی عورتوں پر حفظ و صیانت کے نقطۂ نگاہ سے مندرجہ فوق پابندیوں سے بھی بڑھکر پابندیاں عائد کردے، لیکن سوال تو صرف یہ ہے کہ تعلیمات اسلامیہ کی روشنی میں کسی کو بھی یہ حق کیونکر پہنچ سکتا ہے کہ وہ ایک لمبے عرصہ تک خواتین کو اس ظلم وستم کا بے پناہ نشانہ بنائے رکھے، اور اپنی اس تمام جابرانہ و ظالمانہ کارروائی کو مذہب کا نام دے اور کہے کہ "یہی وہ طریق ہے جو بلا کم و کاست قرآن مجید اور سُنّت نبویہ کے مطابق ہے" اور یہ کہ اس جابرانہ طریق میں کسی تغیّر و تبدّل کو راہ دینا احکام شرعیہ اسلامیہ کی خلاف ورزی کے مترادف ہے ٭

بیشک اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام نے عورت کو اپنے پُرحکمت قوانین کے مستحکم احاطہ میں پناہ دی ہے اور خواتین کے حفظ و صیانت کے نقطۂ نگاہ سے بہت ہی ہدایات نافذ فرمائی ہیں۔ لیکن اسلامی تعلیمات خواتین سے اس ناروا سلوک کی اجازت نہیں دیتیں جس کے باعث وہ زنان خانوں میں محبوس و مقید کر کے "ٹھٹھری ہوئی بالیدگی جسمانی خرابی اور اضافی بیکاری" میں مبتلا کر دی جائیں ٭

اصل بات یہ ہے کہ قرون وسطیٰ میں دنیاء اسلام کے بہت سے حصّوں کو متصل و مسلسل جنگوں میں شریک ہونا پڑا اور اس طرح بسا اوقات ان کی قلیل جماعتیں کثیر مخالفین کے درمیان رہیں۔ یہ اوقات ایسے تھے کہ باپردہ ہو کر بھی مُسلم خواتین کو گھروں سے باہر جانا دشوار تھا۔ اس زمانہ بدامنی اور دَورِ حرب و قتال میں مسلمانوں کے سامنے یہی محفوظ راستہ کُھلا تھا کہ وہ اپنی عورتوں کو گھروں میں بند کر دیں اور اس طرح ان کے لئے سامان حفاظت مہیّا کریں، ایک تو یہ وجہ ہوئی جس سے مسلم خواتین چلنے پھرنے کی آزادی سے محروم ہوئیں ٭

اس دشواری کا مقابلہ زمانہ نبوی میں بھی مسلمانوں کو مدینہ پُہنچ کر کرنا پڑا تھا۔ اسوقت بھی بدکردار و بدنہاد راہ چلتی خواتین سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی پاجیانہ جسارت کرتے تھے۔ لیکن ازبسکہ اسوقت مسلمان بااختیار و باقتدار تھے۔ اس لئے مسلمان خواتین کا ایک امتیازی لباس قائم کرنے کے بعد اعلان کر دیا گیا کہ اگر اب کوئی شخص ایسی بیہودہ حرکت کا ارتکاب کریگا تو سخت سزا کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مستوجب ہوگا۔ چنانچہ قرآن مجید کی ان آیات میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے :۔

یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَ زْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَا بِیْبِھِنَّ ط ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ط وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○ لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَۃِ لَنُغْرِیَنَّکَ بِھِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَکَ فِیْھَآ اِلَّا قَلِیْلًا ○ مَّلْعُوْنِیْنَ ج اَیْنَمَا ثُقِفُوْآ اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ○

اے نبی کہدو اپنی بیبیوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی بیبیوں سے کہ اپنی بڑی چادریں اپنے پر اوڑھ لیں اس طرح یہ بآسانی پہچان لیجائینگی اور غیر انہیں ایذا نہ دے سکیگا۔ اور اللہ غفور و رحیم ہے۔ اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دل بیمار ہیں اور شہر میں بد خبریں اُڑانے والے (اپنی بدکرداریوں سے) باز نہیں آئیں گے تو اے رسول ہم تمہیں انپر مسلّط کردینگے اور پھر تیرے قُرب و جوار میں قلیل عرصہ کیلئے ہی قیام کر سکینگے وہ ملعون ہیں پھر جہاں کہیں بھی پائے جائیں پکڑ لئے جائیں اور قتل کی سزا کے مستوجب ٹھہریں۔

پھر قیاس چاہتا ہے کہ اسلامیوں کی تمدّنی ترقی اور ان کے جاہ و جلال کے بڑھنے کے ساتھ ہی ساتھ پردہ بھی شدّت و غلو سے بڑھا۔ کیونکہ عزّت و وقار کا ایک یہ لازمہ بھی شائع و متعارف ہے کہ عوام کی نگاہوں سے حتی الوسع اجتناب کیا جائے، چنانچہ سلاطین و ملوک اور دوسرے بڑے بڑے لوگ عموماً باہر نہیں نکلا کرتے تھے اور جب نکلتے تو اپنے چہروں کو زیر نقاب رکھتے تھے چنانچہ نقاب عرب میں عزّت آزادی اور خود مختاری کا نشان سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ عرب شاعر عمرو بن معدیکرب اپنے ایک رزمیہ میں کہتا ہے ؎

وَنِسْوَتُکُمْ فِی الرَّوْعِ بَادٍ وُجُوْھُھَا ٭ وَخِلْنَ اِمَاءً وَّالْاِمَاءُ حَرَائِرُ

ترجمہ۔ جنگ و قتال میں تمہاری عورتوں کے چہرے کھل گئے ہیں اس باعث ہر چند کہ وہ آزاد خود مختار ہیں لونڈیاں معلوم دیتی ہیں ۔

غرض زمانہ راحت و آرام میں یہ چیز وجہ تفاخر اور نشان مجد و عزّت ہونے کے باعث ترقی پذیر ہوئی اور زمانہ خوف و جنگ میں یہ بندش و سختی اور پردہ میں غلو خاص حفاظتی تدابیر کے نقطۂ نگاہ سے عمل میں لایا گیا۔

ہمارے ان نظریوں کی تائید اس واقعیت سے بھی ہوتی ہے کہ انہیں ممالک کے مسلمان گھرانوں میں زیادہ شدید پردہ کیا جاتا ہے جہاں تھوڑے مسلمانوں کو ایسی جگہ زیادہ دیر تک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مخالفین کی اکثریت میں رہنا پڑا جہاں کامل امن و سکون میسّر نہ تھا اور ایسے حالات نہ تھے جہاں ان کی عورتیں زیادہ آسانی سے باہر آمد و رفت رکھ سکتیں۔ پھر دوسری طرف ابتک ان گھرانوں میں شدید پردہ رہا ہے جن کا تمدّنی معیار بلند تھا اور راحت و دولت کی فراوانی ان کے لئے تفاخر و تفاخم کے اسباب مہیّا کرتی تھی +

پردہ شکن حضرات نے اموی عہد اور سلجوقیوں کے آخری دَور کا جو حوالہ پیش کیا ہے کہ پردہ ہی کی ایجاد ان زمانوں میں ہوئی اس کی تشریح بھی درحقیقت یہی ہے کہ یہی وہ دَور ہے جن میں ایک طرف تو جاہ و جلال کی ترقی ہوئی اور دوسری طرف بے دینی و دُنیا پرستی کی زیادتی کے ساتھ حقیقی راحت و امن بہت حد تک مٹ گیا۔ اور اس طرح پردہ میں شدّت و سختی پیدا کرنے والے ہر دو اسباب جمع ہو گئے اور اسی کو سطحی واقفیّت رکھنے والے یہ کہتے ہوئے لے اُڑے کہ آغاز پردہ کی تاریخ اسی زمانہ سے وابستہ ہے حالانکہ جیسا کسی گذشتہ اشاعت میں بحث کی جا چکی ہے پردہ کا آغاز اس زمانہ میں نہیں ہُوا بلکہ اس زمانہ میں پردہ کے حدود و قیود وقتی ضروریات کے پیش نظر اور زیادہ سمٹ کر رہ گئے اور اس میں شدّت و غلو پیدا ہو گیا، ورنہ اسلام میں پردہ کا حکم تو ۴ سنہ ہجری میں نازل ہو چکا تھا اور صحابیات اس کی پابند تھیں +

167

غرض اسلام اگر ایک طرف عورت کو اپنے پُر حکمت قوانین کے احاطہ میں پناہ دیتا ہے اور وہ تمام سامان مہیّا کرتا ہے جس سے ان کی عفتیں محفوظ رہیں۔ اور مرد و عورت محرکات و مواقع بدی سے مجتنب رہیں وہاں عورتوں کو وہ تمام سہولتیں اور آزادیاں بھی عطا کرتا ہے جس سے وہ دُنیا میں اپنی مستقل حیثیت قائم رکھ سکے، اور متعدد شعبہائے تمدّن میں بسہولیت حصّہ لے سکے، قرآن مجید اسلام کا بُنیادی ضابطہ قانون ہمیں نہیں بتلاتا، حدیث اس کے ثانوی اصول ہماری اس طرف رہنمائی نہیں کرتے کہ عورتوں کو گھروں کی چاردیواری میں دفنا دو انہیں کبھی گھروں سے باہر نہ نکلنے دو یا لکی نالکی کی تحدید و تقیید سے ان کو اپنی آمد و رفت میں یوں ناچار بنا دو ان کا "صریح نام نہ لو بلکہ مستورات کہو"، نہ وہ اپنی آواز کسی کو سُنائیں۔ نہ اپنا قد کسی پر ظاہر کریں نہ ان کی چال کوئی دیکھے، غرض ان کا ہونا نہ ہونا اور ان کی ہستی عدم محض ہو کر رہ جائے +

غرض پردہ کے بارہ میں یہ شدّت یہ سختی یہ غلوّ یہ انتہا بندی یہ افراط یہ زیادتی شکی مزاج طبیعتوں کی حد سے بڑھی ہوئی احتیاطوں کی شرمندۂ احسان ہے۔ شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور حتماً و مطلقاً اس نے ایسے ظالمانہ و بزدلانہ طریق کو اختیار کرنے کی اپنے متبعین کو ہدایت نہیں دی +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعض لوگ سورۃ احزاب ع۱۹ کی یہ آیات اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں دیکھو قرآن مجید میں صاف لکھا ہے کہ خواتین اپنے گھروں ہی میں بیٹھی رہیں اور اسے نہ چھوڑیں:-

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۚ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۚ

اے نبی کی بیبیو! تمہاری حیثیت عام عورتوں کی سی نہیں ہے، اگر تم پرہیزگار رہنا چاہتی ہو تو لینت و نزاکت سے بات نہ کیا کرو تا ایسا نہ ہو کہ وہ شخص جس کے دل میں کوئی بیماری ہے کوئی طمع کرے اور نیکی و بھلائی کی باتیں کیا کرو۔ اور اپنے گھروں ہی میں رہا کرو اور اگلے زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو۔ اور نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو اور خدا رسول کی اطاعت گزار رہو سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اے اہل بیت کہ تمہیں خوب مطہر و پاکیزہ بنا دے اور ہر قسم کا رجس تم سے دور کر دے۔ ع۱

لیکن قرآن مجید کی ان آیات سے خواتین کے قطعی طور پر گھر سے نکلنے کے خلاف استدلال کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔ اوّل تو اس لئے کہ ان آیات کے احکام کی مخاطب ازواج النبی تھیں۔ اور قرآن مجید کا یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کے ساتھ مخصوص ہے، چنانچہ آیت شروع ہی يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ کے الفاظ کے ساتھ ہوتی ہے، پھر یہ آیت آیت تطہیر ہے جو مخصوص ہے خاندان نبویؐ سے پھر یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ اس حکم میں عام مسلمات بھی شریک ہیں۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ کہکر خطاب صاف ازواج مطہرات سے ہے، لستن کاحد من النساء فرما کر ان کی تعظیم و تکریم کا درجہ متعیّن فرما دیا۔ اور بتا دیا جس طرح تم اپنے مقام و مرتبہ میں فائق و منفرد ہو بعض احکام میں بھی تم مخصوص کی گئی ہو اور جس طرح تمہارے حقوق بڑھ کر ہیں، تعدیل و میزان چاہتا ہے کہ تمہارے فرائض و واجبات بھی زیادہ ہوں۔ پھر آخر میں انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس یا اھل البیت کہکر پھر تخصیص و تقیید کر دی۔ غرض آیات کا آغاز و انجام، ابتداء و انتہاء، مناقب و مثالب اہل بیت کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس میں مندرجہ احکام کو بھی انہیں سے مخصوص کرتا ہے۔ اور جب عام مسلمات کو شامل کرنا مقصود تھا تو اس سلسلہ میں اسی سورۃ کی بعد کی آیات میں واضح اور نمایاں طور پر ان کو بھی خطاب کر دیا گیا۔ چنانچہ رکوع ۸ میں اللہ تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرماتا ہے۔ یاایّھا النّبیّ قل لازواجك وبناتك ونسآء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن۔ اب دیکھ لو پہلا حکم از یں کہ صرف ازواج النبیؐ کے لئے مخصوص تھا صرف انہیں کو خطاب کیا گیا اور ادناء جلباب میں چونکہ ان کے ساتھ عام مومنات بھی شامل تھیں اس لئے ونسآء المؤمنین کہکر انہیں بھی شریک کر لیا گیا ٭

اس سوال کا جواب کہ ازواج نبیؐ کو خاص طور پر کیوں مخاطب کیا گیا ہے یہ ہے کہ اسی سورۃ میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وازواجہ امھاتھم۔ کہ نبیؐ کی بیبیاں مومنوں کی مائیں ہیں۔ پھر فرمایا ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدًا کہ نبی کی بیبیوں سے ان کی بیوگی کی حالت میں بھی شادی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کوئی شخص قیاس کرتے ہوئے کہہ سکتا تھا کہ پھر ازواج النبی چونکہ ہماری مائیں ہیں اور ان سے شادی بھی نہیں کی جا سکتی اس لئے ان سے پردہ بھی ضروری نہیں کیونکہ اپنی والدہ سے کون پردہ کرتا ہے اس لئے خاص طور پر ان کے بارہ میں پردہ کے احکام نازل کیئے گئے ٭

اور اگر یہ کہا جائے کہ بیشک آیات زیر بحث میں تو ازواج مطہّرات کو خصوصیّت سے مخاطب کیا گیا ہے اور صرف انہیں کے فضائل و مناقب کے بیان کے ساتھ احکام پردہ دیئے گئے ہیں لیکن اس تعلیم و احترام سے احکام میں بھی تخصیص لازم نہیں آتی بلکہ اصل یہ ہے کہ امتثال حُکم کے لئے ازواج مطہّرات کے ساتھ دوسری مسلمان خواتین بھی مجبور ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان آیات میں صرف مناقب و فضائل کو ہی ازواج النبی سے مخصوص نہیں کیا گیا بلکہ ینسآء النّبی کے الفاظ سے مخصوص ندا کر کے وقرن فی بیوتکن کے حُکم کو بھی بیان کیا ہے، اور انہیں کو پکارا گیا ہے کہ قرار فی البیوت کے حُکم کو بجا لائیں ٭

148

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان آیات میں چھ احکام بیان کیئے گئے ہیں :-

۱۔ تکلم غیر مَردوں سے نزاکت و تبختر سے بات نہ کرو۔ ۲۔ قول معروف۔ ۳۔ ترک تبرج و تزین کرتے ہوئے قرار بیوت۔ ۴۔ اقامۃ الصّلوٰۃ۔ ۵۔ اداء زکوٰۃ۔ ۶۔ خدا و رسولؐ کی فرمانبرداری جن میں سے چار احکام، قول معروف، نماز و زکوٰۃ کی ادائیگی اور اطاعت خدا و رسولؐ وغیرہ، تو بلا اختلاف ازواج النبی کے ساتھ عام مومنات کے لئے بھی ہیں پس جب سیاق و سباق کے احکام میں تمام مومنات ازواج النبی کے ساتھ شریک ہیں تو قیاس چاہتا ہے کہ قرار فی البیوت اور مکالمہ و مخاطبہ میں عدم خضوع کے حُکم میں بھی وہ شریک ہوں۔ ورنہ ماننا پڑیگا کہ قرار فی البیوت وغیرہ میں وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی قوم برسرحکومت اور ذی اقتدار ہے مسیحؑ کی زندگی کا عقیدہ ان میں زوال پذیر ہے اور بڑے بڑے علماء اس کی زندگی کا انکار کر رہے ہیں۔ اور اس کی آمد کی پیشگوئی کی بھی تاویل کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ مسیح خود آئیگا بلکہ کلیسیا کی ترقی اور تمام دنیا میں اس کی تبلیغ کا پھیل جانا مراد ہے۔ چنانچہ پادری الفریڈ فلسون جو عربی بلاد فلسطین و شام کے مشنوں کے انچارج ہیں وہ بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور انسائیکلوپیڈیا ببلیکا میں مسیح کے جی اٹھنے کے عنوان کے ماتحت اس امر کو کہ مسیح مر کر جی اُٹھا تھا غلط ثابت کیا گیا ہے اور لکھا ہے۔ کہ حواریوں نے ایسی افواہ کہ وہ زندہ ہے مشہور کر دی اور آہستہ آہستہ اس پر لوگوں کو یقین آگیا۔

اور یہ رائے کہ یسوع بظاہر مُردہ کی طرح ہو گیا تھا۔ مگر دراصل مرا نہیں معقولیّت کے زمانہ میں بہت لوگ اس کے مؤیّد تھے۔ اور اس کی تائید ایک موجودہ زمانہ کے مؤرخ نے بھی کی ہے لیکن پروفیسر شمیڈل اس کو تسلیم نہیں کرتا اس کا یہ خیال ہے۔ کہ یسوع کا دیکھا جانا محض ایک کشفی نظارہ تھا۔

پس اب جب عیسائی دیکھتے ہیں کہ ہم سب کچھ خود کر سکتے ہیں۔ اسوقت وہ مسیحؑ کی زندگی کے عقیدہ کو چھوڑ رہے ہیں۔ اور اس لئے کہ ان کے دینی عقائد عقل و علم کے برخلاف ہیں اس لئے اکثر ان میں سے دہریت کو اختیار کر رہے ہیں اور اسی طرح یہودی بھی اکثر دہریہ ہو گئے ہیں۔

اور مسلمانوں کا مسیحؑ کی زندگی کے متعلق عقیدہ رکھنا اور یہ کہنا کہ وہ آئیگا اور تمام لوگوں سے جنگ کریگا اور سب کو مسلمان کریگا اور جو مسلمان نہیں ہوگا اسے تہ تیغ کریگا۔ ان عقائد کے پس پردہ وہی ذہنیت کام کرتی دکھائی دیتی ہے اور یہ سب باتیں اسلام میں اسوقت پیدا ہوئیں جبکہ ان کی ترقی رُک گئی تھی اور وہ آپس میں لڑ رہے تھے اور وہ دوسرے دشمنوں کو اسلام میں داخل کرنے سے اپنے آپ کو عاجز سمجھنے لگ گئے۔ تب انہوں نے اپنے آپکو تسلی دینے اور مخالفوں کو ڈرانے کے لئے یہ عقیدہ بنا لیا چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی اشاعۃ السنہ ۱۱ جلد ۱۴ صفحہ ۱۱۲ میں۔ بحوالہ اخبار مہذّب لکھنؤ ۱۵ ستمبر ۱۸۹۱ء لکھتا ہے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے مخالف)

135

" سب پر طرہ یہ کہ سمجھا جاتا ہے کہ عیسائی گورنمنٹ کو مسلمانوں کی طرف سے اطمینان ہو جائیگا کہ اہل اسلام جس مسیح کے منتظر تھے۔ اور جس کا نام لیکے دیگر ادیان والوں کو دھمکیاں دیتے تھے۔ اس کے وہ منتظر نہیں رہے اور وہ آیا بھی تو یوں کہ کچھ نہ کر سکا "

پس یہ قول صاف طور پر بتا رہا ہے۔ کہ مسیحؑ کی زندگی کا عقیدہ صرف پست ہمّتی کی وجہ سے ہے۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شریک نہیں تو اداء نماز و زکوٰۃ، قول معروف اور اطاعت خدا و رسولؐ میں کیونکر شریک ہونے لگیں۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ احکام صرف ازواج النبی کے لئے صادر فرمایا ہے۔ دوسری عورتیں انہیں شامل نہیں اور ان کے لئے یہ حکم نہیں کہ خدا و رسول کی فرمانبرداری کریں۔ زکوٰۃ و صلوٰۃ کی پابند ہوں۔ قول معروف سے کام لیں اور انہیں اپنی زینتوں اور رعنائیوں کے اظہار و اعلان کی کھلی اجازت ہے۔ حالانکہ کوئی دیندار اس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔ پس جب چھ میں سے چار احکام میں عام مومنات ازواج النبی کی شریک ہیں تو بقیہ دو کے متعلق کیوں کہا جائے کہ یہ دو احکام عام مومنات کے لئے نہیں ازواج مطہرات سے مخصوص ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بنظر تعمق دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ اعتراض بیحد سطحی ہے اور اسی حقیقت کے پیش نظر کہ چھ میں سے چار احکام میں عام مومنات ازواج مطہرات کے ساتھ شریک ہیں اس لئے بقیہ دو حکم بھی ازواج مطہرات کے واسطہ سے عام مومنات کو دیئے گئے، درست نہیں۔ کیونکہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ نماز و زکوٰۃ کا حکم عام مسلم خواتین کے لئے بھی ہے، خدا و رسولؐ کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے بھی وہ مجبور ہیں، قول معروف بھی انہیں ضرور کرنا چاہیئے، تبختر، تزیین اور تبرّج کی بھی انہیں اجازت نہیں۔ تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آیات زیر بحث کی وجہ سے ہم انہیں ان امور کا مکلّف گردانتے ہیں بلکہ ان احکام میں وہ ازواج مطہرات کی شریک اس لئے ہیں کہ قرآن مجید کے دوسرے مواقع میں ان کے لئے یہ احکام و اوامر اللہ تعالیٰ نے نافذ فرمائے ہیں۔ اگر قرآن مجید کی دوسری آیات میں یہ احکام نہ بیان ہوتے اور صرف آیات زیر بحث ہی میں ان کا ذکر ہوتا اور ان احکام کو ہم عام مسلمات کے لئے ضروری قرار دیتے تب بیشک یہ قابل اعتراض بات تھی کہ چھ میں سے چار احکام کو تعلیم کے حکم میں لا کر باقی دو کو مخصوص کیوں قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن ہم تو ان آیات کی وجہ سے عام مومنات کو مذکورہ احکام کا مکلّف نہیں جانتے کیونکہ قرآن مجید کی دوسری آیات میں بکرات و مرات عام مردوں کے ساتھ عام عورتوں کو بھی یہ احکام دیئے گئے ہیں کہ نماز و زکوٰۃ کی پابندی انہیں کرنا چاہیئے، اوامر الٰہیہ و احکام نبویہ کی پیروی ان کے لئے ضروری ہے تزیین و تبرّج سے انہیں کنارہ کرنا چاہیئے۔ اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا چار احکام کی بجاآوری بھی ازواج النبی کے ساتھ عام مسلمات کے لئے ضروری ہے ÷

پھر کہا جاتا ہے کہ ہر حکم کی کوئی علت ہوتی ہے اس حکم کی علت یہ ہے کہ بے حجابی کی وجہ سے جو فتنہ پیدا ہوتا ہے اس کا انسداد ہو جائے، پس جب ازواج النبی امہات المومنین کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فتنہ سے بچانے کے لئے یہ احکام دیئے گئے ہیں اور قرار فی البیوت ان کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے تو بچاری عام مسلمات کس شمار و قطار میں ہیں۔ ان کے لئے تو بدرجہ اولیٰ یہ احکام واجب العمل ہیں۔ پس جب علّت عام ہے تو اس کا معلول یعنی زیر بحث حکم بھی عام ہوگا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کی منصوص و منصوخ تخصیص کی تعمیم اس استدلال سے بھی نہیں کی جا سکتی۔ اوّل تو اس وجہ سے کہ بیشک یہ درست ہے کہ ہر حکم کی کوئی علّت ہوتی ہے اور جس جگہ وہ علّت پائی جائیگی اسی جگہ وہ حکم بھی پایا جائیگا۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ قرار فی البیوت کے متعلق حتمی طور پر یہ کہاں سے معلوم ہُوا کہ اس کی علّت صرف فتنہ بے حجابی کا وجود ہے۔ کیوں نہ کہا جائے کہ اس حکم کی علّت ازواج مطہرات کی مخصوص عزّت و عظمت ہے، اور ان کے اکرام و احترام کے لئے خاص طور پر یہ حکم نازل کیا گیا۔ خاص طور پر جبکہ لستن کاحدٍ من النساء کے احترام بخش الفاظ سے حکم کا آغاز کیا گیا ہے پس یہ علّت جب عام مسلمات میں نہیں پائی جاتی تو اس علّت کے باعث جو حکم دیا گیا تھا وہ بھی تمام مومنات کے لئے نہ ہُوا ؏

پھر اس اعتراض کا دوسرا جواب یہ ہے کہ مان لو کہ فتن بے حجابی کی وجہ سے ازواج النبی کو زیر بحث احکام دیئے گئے ہیں۔ حالانکہ وہ مطہر و مقدّس۔ مزکّی نفوس اس سے بہت بالا ہیں۔ پھر بھی مخالفین اپنے مطلب کو نہیں پا سکتے۔ کیونکہ بیشک فتن بے حجابی کی علّت عام ہے۔ اور عام مسلمات میں بدرجہ اولیٰ یہ پائی جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نگاہ انسانی ذہنیتوں کی پاتال تک ہے۔ اور مختلف انسانوں میں بدی اور محرکات بدی کے باہمی اختلاف کو وہ ہم سے زیادہ جانتا ہے۔ اس نے اس علّت کی ایک خاص کیفیت کو مدّنظر رکھتے ہوئے ازواج النبی کے لئے ایک خاص حکم دیا اور ایک دوسری کیفیت کے پیش نظر عام مسلمات کے لئے دوسرا حکم نازل فرمایا۔ جس کا ذکر قرآن مجید کی دوسری آیات قل للمومنات یغضضن من ابصارھن میں کیا گیا ہے۔ ہاں اگر عام مسلمات کسی ایسے حکم سے مستثنےٰ ہی کر دی جاتیں جس سے بے حجابی کے مضرّات کو مٹایا نہ جا سکتا اور صرف ازواج النبی کے لئے ایسے احکام مرتّب ہو کر رہ جاتے تو بیشک یہ بات قابل اعتراض تھی۔ لیکن ایسی حالت میں ایسی مضرّات سے بچانے کیلئے عام مومنات کیلئے تفصیلی احکام موجود ہیں پھر یہ اعتراض کیونکر کیا جا سکتا ہے ؏

۱۶۹

غرض ان آیات میں جو احکام بیان کیئے گئے ہیں وہ حتمی اور یقینی طور پر ازواج مطہرات نبوی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور عام مومنات کو ان میں مخاطب نہیں کیا گیا، آیات کا سیاق و سباق یہی بتاتا ہے سورۃ کی مخصوص کیفیت کہ رسول و ازواج رسول کے مخصوص احکام زیادہ التزام سے اسمیں بیان کیئے گئے ہیں۔ اسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

المقتبسات والملتقطات

یاجُوج ماجُوج یاجوج اور ماجوج۔ لُغت میں اس کا مادہ اجیج ہے۔ جس کے معنے آگ کے شعلہ مارنے کے ہیں۔ اس لئے یاجوج سے مُراد ایسی قومیں ہیں جو آگ سے زیادہ کام لیں۔ مثلاً انجن مشینریوں وغیرہ سے کام لینے والے لوگ۔

یاجوج ماجوج کا ابتدائی مُسکن۔ جغرافیہ سے یاجوج ماجوج کے ابتدائی مسکن کا پتہ کوہ قاف کے شمال میں اور بحیرہ خزر کے قریب لگتا ہے (دیکھو انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا) اور بعض انہیں سیتھین قوموں میں سے قرار دیتے ہیں۔ بہرحال جو کچھ بھی ہوں۔ ابتدائی زمانہ میں یہ قومیں کوہ قاف کے شمال میں بحیرہ خزر کے کنارے آباد تھیں۔ جہاں سے یورپ کی موجودہ اقوام کے بزرگ یورپ کو گئے اور وہاں آباد ہوئے۔

اقوام یورپ کے دو بڑے حصّے۔ اسوقت یورپ کی اقوام دو بڑے حصّوں میں منقسم ہیں۔ ایک سلافی۔ دوسرے ٹیوٹانک۔ سلافی رُوس کے وسیع ملک اور یورپ کے جنوبی حصّہ وغیرہ میں آباد ہیں۔ اور ٹیوٹانک برطانیہ، جرمنی وغیرہ میں بستے ہیں۔

یاجوج سے مراد سلافی قوم ہے۔ سلافیوں کو ہی اگلی کتابوں میں یاجوج کہا گیا ہے یہ بائیبل سے ثابت ہے چنانچہ حزقیل باب ۳۸ کو پڑھو۔ لکھا ہے۔ "خداوند کا کلام مجھ کو پہنچا اور اس نے کہا کہ اے آدم زاد تو جوج کے مقابل جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روش۔ مسک اور توبال کا سردار ہے اپنا مُنہ کر اور اس کے برخلاف نبوّت کر۔ اور کہ کہ خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے جوج روش Russia اور مسک Moscow اور توبال Tobolsk کے سردار میں تیرا مخالف ہوں اور مَیں تجھے پھرا دونگا۔ اور تیرے جبڑوں میں بنیاں ماروں گا۔"

اوپر کی عبارت سے ایک بچّہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ یاجوج سے مراد وہ قوم ہے۔ جو روس ماسکو ٹوبالسک وغیرہ میں آباد ہے یعنی سلافی قوم۔ **ماجوج سے مراد ٹیوٹانک قوم ہے** اب ماجوج کو لو۔ یہ تو اوپر کی کتاب حزقیل کی آیت سے معلوم ہو گیا۔ کہ ماجوج بھی دراصل یاجوج ہی کی سرزمین کا رہنے والا ہے گو اب اس سرزمین میں ہو یا نہ ہو۔ لیکن کتاب حزقیل کے ۳۹ باب میں آگے چلکر آتا ہے۔ "اور مَیں ماجوج پر اور ان پر جو جزیروں میں بے پروائی سے سکونت کرتے ہیں۔ ایک آگ بھیجوں گا اور وہ جانیں گے کہ مَیں خداوند ہوں۔" ماجوج یعنی ٹیوٹانک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قوم کا اصل مسکن آج جرمنی ہے۔ جیسی وہاں پر جنگ عظیم میں آگ پہنچی وہ کسی سے مخفی نہیں اور اسی قوم کی ایک شاخ برطانیہ کے جزیروں میں آباد ہے۔ جسے بھی چارو ناچار اس آگ میں کودنا پڑا۔ گلڈ ہال لنڈن کے سامنے یاجوج ماجوج کے بُت۔ پھر یہ امر اور بھی صاف ہو جاتا ہے۔ جب ہم لنڈن میں گلڈ ہال کے سامنے یاجوج اور ماجوج کے بُت نصب پاتے ہیں جو عرصہ دراز سے چلے آتے ہیں بلکہ پہلے لارڈ میرز ڈے Lord mayors day کے دن ان بُتوں کا جلوس نکالا کرتا تھا۔ یہ بُت انگریزوں کے خدا نہ تھے جناب مسیحؑ یا مسیحی اولیاؤں کے مجسمے نہ تھے ظاہر ہے کہ ان کی عظمت اور بزرگی اور ان کا جلوس اسی بات پر مبنی ہو سکتا ہے۔ کہ انہیں اس قوم کا جدامجد مانا جائے اور جب سلافی قوم کا جد یاجوج مسلّم ہے تو برٹش قوم جو ٹیوٹانک ہے اس کا جد لازمی طور پر ماجوج ہوگا۔ ورنہ انگریزوں کا ان دو نو بُتوں کی اپنے بڑوں کی طرح تعظیم و تکریم کرنا اور ان کا جلوس نکالنا کیا معنے رکھتا ہے۔ پس جس طرح یاجوج سلافی نسل Race کا دوسرا نام ہے۔ اسی طرح ماجوج ٹیوٹانک نسل Race کا دوسرا نام ہے۔ یہ دو نو قومیں کوہ قاف کے شمال بحیرہ خزر کے کناروں سے نقل مکان کر کے یوروپ کے براعظم میں پھیل گئیں اور جن کی یادگار آج لنڈن میں گلڈ ہال کے دروازہ پر یاجوج اور ماجوج کے بُتوں کی شکل میں موجود ہے۔

یاجوج ماجوج کا آگ سے کام لینا۔ ان کا آگ سے کام لینے کا تو یہ حال ہے کہ کوئی فاصلہ نہیں جو آگ کے انجن کے ذریعہ طے نہیں ہوتا اور کوئی کام نہیں جو آگ کی مشینوں سے سرانجام نہیں پاتا اور کوئی جنگ نہیں جس میں آگ نہیں برسائی جاتی۔ پس کیا بلحاظ نسل کے اور کیا بلحاظ اپنے کاموں کے یاجوج ماجوج اقوام ہیں جو آگ سے کام لیتی ہیں ٭ (ب)

عربی رسم الخط

مرامر بن مرہ، اسلم بن سدرہ اور عامر بن جدرہ قبیلۂ طے کے یہ تین شخص مقام بقہ میں جمع ہوئے اور سریانی زبان کے حروفِ ہجا کو سامنے رکھ کر عربی حروف ہجا کے رسم الخط کو وضع کیا۔ ان میں سے اہل انبار کی ایک قوم نے یہ رسم الخط سیکھا۔ اہل انبار سے اہل حیرہ نے سیکھا۔

150

دومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر بن عبد الملک کا بھائی بشر اکثر حیرہ آتا اور ایک مدّت تک وہاں آکر رہا کرتا تھا۔ یہ نصرانی تھا۔ اسی نے اہل حیرہ سے اس خط کو سیکھا۔ کسی ضرورت کی وجہ سے ایک مرتبہ یہ مکہ معظمہ میں آیا۔ یہاں سفیان بن امیہ اور ابو قیس بن عبد مناف نے اسے لکھتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بشر سے اس خط کو سیکھنے کی درخواست کی، اس نے سکھا دیا اور دونو سے لکھا کر بھی دیکھ لیا۔ اس کے بعد بشر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سفیان اور ابو قیس تینوں تجارت کے سلسلہ میں طائف آئے۔ یہاں غیلان بن سلمہ ثقفی ان کے ساتھ ہو لیا۔ اور اس نے اس خط کو سیکھ لیا۔ بشر ان سے الگ ہو کر دیار مضر کی طرف چلا گیا۔ جہاں عمرو بن زرارہ بن عدس نے بشر سے یہ خط سیکھا۔ اور اسوقت سے یہ منشی (کاتب) کے نام سے مشہور ہو گیا۔ جب بشر ملک شام گیا تو وہاں کے چند لوگوں نے بھی اس سے یہ خط سیکھا۔

قبیلہ طے کے وہ تین آدمی جو اس خط کے اصل واضع ہیں ان سے قبیلہ طانجہ کلب کے ایک آدمی نے بھی یہ خط سیکھا اور اس سے وادی قریٰ کے ایک آدمی نے سیکھا۔ اول الذکر کی وادی میں اکثر آمد و رفت تھی اس لئے وہاں کی ایک قوم کو یہ خط سکھا دیا۔ اس طرح قریب قریب تمام عرب میں عربی رسم الخط کا رواج ہو گیا۔ یہاں تک کہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو صرف قبیلہ قریش کے سترہ آدمی لکھنا جانتے تھے جن کے نام یہ ہیں :۔

(۱) عمر بن خطاب رضؓ (۲) علی بن ابی طالب رضؓ (۳) عثمان بن عفان رضؓ (۴) ابو عبیدہ بن الجراح رضؓ (۵) طلحہ رضؓ (۶) یزید بن ابی سفیان (۷) ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ (۸) سہیل بن عمرو عامری قریشی کا بھائی حاطب (۹) ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی (۱۰) ابان بن سعید بن عاصی بن امیہ (۱۱) اور اس کا بھائی خالد بن سعید (۱۲) عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح عامری (۱۳) حویطب بن العزیٰ عامری (۱۴) ابو سفیان بن حرب بن امیہ (۱۵) معاویہ بن ابی سفیان (۱۶) جہیم بن صلت بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف (۱۷) اور قریش کے حلیفوں میں سے علاء بن حضرمی۔

شفاء بنت عبد اللہ عدویہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کی ایک عورت تھی یہ لکھنا جانتی تھی۔ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ ” شفاء! جس طرح تم نے حفصہ رضؓ کو چیونٹی کے کا علاج بتایا ہے اسی طرح لکھنا بھی سکھا دو “

معلوم ہوتا ہے کہ شفاء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لکھنا سکھا دیا تھا۔ کیونکہ عبد الرحمٰن بن سعد رضؓ سے روایت ہے کہ حفصہ رضؓ لکھا کرتی تھیں۔ ام کلثوم بنت عقبہ بھی لکھنا جانتی تھیں۔ سعد کی بیٹی عائشہ کہتی ہے کہ مجھے میرے باپ نے لکھنا سکھایا۔ مقداد کی بیٹی کریمہ بھی لکھتی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قرآن مجید کو پڑھ لیا کرتی تھی لیکن لکھنا نہ جانتی تھیں۔

دربار رسالت کے کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپؐ کے سب سے پہلے کاتب ابی بن کعب رضؓ انصاری تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابی رضؓ کی غیر حاضری میں زید بن ثابت انصاری ؓ محرری کا کام انجام دیا کرتے تھے۔ یہی دو شخص تھے جو وحی بھی لکھا کرتے تھے اور اقطاع و اطراف میں بھیجے جانے والے فرامین بھی۔

قریش کے قبیلہ سے دربار رسالت کا سب سے پہلا کاتب عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھا۔ مسطورہ بالا منشیوں کے علاوہ عثمان بن عفان رضؓ، شرجیل بن حسنہ، جہیم بن مخرمہ۔ خالد بن سعید، ابان بن سعید بن العاصی اور علاء بن حضرمی بھی دربار رسالت کے کاتب رہے ہیں (رضی اللہ عنہم)

فتح مکہ کے سال جب معاویہؓ اسلام لائے۔ تو یہ بھی دربار رسالت کی محرری کی خدمت پر مامور ہوئے۔ قبیلہ بنو تمیم کے ایک شخص حنظلہ بن ربیع رضؓ نے ایک مرتبہ حضور صلعم کے سامنے بیٹھ کر لکھا۔ اسی دن سے یہ منشی مشہور ہو گئے۔ مدینہ منورہ کے دو مشہور قبیلے اوس اور خزرج جن میں ایک مدت تک خون کے دریا بہتے رہے۔ ان دونو قبیلوں میں عربی رسم الخط کا بہت کم رواج تھا۔ ان قبیلوں میں سعد بن عبادہ۔ منذر بن عمرو۔ ابی بن کعب۔ زید بن ثابت۔ رافع بن مالک۔ اسید بن حضیر۔ معن بن عدی۔ بشر بن سعد۔ اوس بن خولی۔ عبداللہ بن ابی منافق یہ چند لوگ ہی لکھنا جانتے تھے ان میں سے چار اول الذکر عربی اور عبرانی دونو زبانوں کے رسم الخط سے واقف تھے۔

انسانی قربانی کی رسم

افریقہ وحشیوں کی سانپ پرستی اور جزائر غرب الہند کے بسنے والوں کی پوجا میں غیر معمولی فرق ہے۔

جمیکا کے اصلی باشندے مذاہب کے لحاظ سے برائے نام عیسائی ہیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو ان کا مذہب وہی ہے جو ان کے آباء اجداد کا تھا جنہیں افریقہ سے بطور غلام یہاں لایا گیا تھا۔ 151

جزیرہ ہیٹی میں جسے سیاہ جمہوریت کہا جاتا ہے۔ سیاہ سانپ کی پرستش اپنی بدترین صورت میں ابھی تک پائی جاتی ہے جمیکا وغیرہ جزائر میں اس کی بہت حد تک بیخکنی ہو چکی ہے مگر خفیہ طور پر سانپ کی پرستش کی جا رہی ہے، اور چوزوں کو ہلاک کر کے ان کا خون سانپ کے بھینٹ کیا جاتا ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ ان لوگوں پر سے ابھی اپنے وحشی باپ دادا کا سایہ دور نہیں ہوا ہے، ہیٹی کے لوگوں کی رسم و رواج ابھی تک وہی ہیں جیسے مصر وسطی افریقہ کے وحشی اقوام کے، ان کا یقین ہے کہ مرنے کے بعد ان کی روحیں واپس افریقہ جائینگی، ہر شخص کی دو روحیں ہوتی ہیں ایک اچھی اور ایک خراب، جب دوست اس گھر میں داخل ہوتے ہیں جہاں کوئی مر گیا ہو تو اس کی لاش کو سب چومتے ہیں اور اس کی روح کے لئے دعا کرتے ہیں اور مردے کے کان میں کہتے ہیں کہ تو افریقہ جائے نیک روح افریقہ چلی جاتی ہے اور خراب روح لاش میں رہتی ہے وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رات کو باہر نکل کر نوزائیدہ بچوں میں داخل ہوجاتی ہے انہیں اس کے مضرّت رساں اثر سے بچانے کے لئے ان کے گلوں میں سبز منکوں کی مالا ڈال دی جاتی ہے۔ اور قینچی اور بائیبل رکھ دی جاتی ہے جنم کے ۹ دن پہلے سے بچّہ کو باہر نہیں نکالا جاتا۔ اکثر اوقات ضرر رسان روح کو خوش کرنے کے لئے لاش کے نزدیک رم وغیرہ رکھ دی جاتی ہے، ان کے پروہت بھی ہوتے ہیں، برطانوی حکام نے اکثر اوقات دیکھا ہے کہ یہ پروہت بغاوت اور فساد کی اسپرٹ کو فروغ دیتے ہیں۔

عجیب حرکات:۔ یہ پروہت عجیب قسم کی حرکات کرتے ہیں، مُرغ کا سر کاٹ کر دشمن کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں جس سے وہ بیچارہ سمجھتا ہے کہ اب اس کی زندگی صرف چند روزہ ہے۔ اس کے بعد اگر زہر سے نہیں تو کسی اور ذریعہ سے دشمن کو ہلاک کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، ہیٹی میں کئی پروہت اپنے آپ کو دیوتا کہتے ہیں، اُن کا خیال ہے کہ سبز سانپ دیوتا ہے۔ جو قربانی چاہتا ہے، عام طور پر رات کے وقت جنگلوں یا گھروں کے اندر سبز سانپ کے آگے جانوروں کی بھینٹ چڑھائی جاتی ہے، تاکہ وہ خوش ہوکر ضرر رساں روحوں کو خوش رکھے۔ سب سے خوفناک قربانی انسانی قربانی ہے

رسم قربانی:۔ عام طور پر لوگوں کو پہلے ہی سے یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ فلاں جگہ اور وقت (ہمیشہ رات کو) پر سانپ پُوجا کی جائے گی۔ چنانچہ وقت مقررہ پر پروہت اور اس کی بیوی درمیان کھڑے ہوجاتے ہیں اور جس جاندار کی قربانی دینی ہوتی ہے اس کو حلقے کے اندر لایا جاتا ہے اگر مُرغ یا بکری ہو تو اس کا سر تیز خنجر سے اُتار دیا جاتا ہے اور اگر انسان کا بچّہ ہے تو اس کو تختے سے باندھ دیا جاتا ہے اور پھر پجاری اس کے پاس دو زانو ہوکر اس کا گلا کاٹ دیتا ہے، اور جب بچّے کا خون گرتا ہے تو پروہت اسے سب پر چھڑک دیتا ہے یا سب اپنا ہاتھ اس میں تر کر لیتے ہیں اور پھر سب کے ماتھے پر اس کا ٹیکہ لگاتا ہے۔

ننگا ناچ:۔ جب تک یہ رسم جاری رہتی ہے ڈھول اور چھینے بجتے رہتے ہیں اور قربان ہونے والے کا دل آگ میں ڈالدیا جاتا ہے، آگ کے نزدیک ایک بکس میں سبز سانپ ہوتا ہے۔

رسم کے دَوران میں ہر ایک حبشی خوب شراب پیتا ہے اس کے بعد پجاری اور پجارن آگ اور سبز سانپ کے اِرد گرد خوب ناچتے ہیں اور جُوں جُوں جوش زیادہ ہوجاتا ہے اپنے کپڑے اُتار کر پھینکے جاتے ہیں حتّیٰ کہ بالکل ننگے ہوجاتے ہیں۔ پھر تمام لوگ پجاری اور پجارن کی تقلید کرتے ہیں اور پھر دوسرے جانور کی قربانی دی جاتی ہے، یہ رسم تمام رات جاری رہتی ہے اور صرف اسوقت بند ہوتی ہے جبکہ آخری شخص تکان سے چُور اور نشہ میں مخمور ہوکر گر پڑتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کئی دفعہ ایسٹر کے دوران میں جاری رہتی ہے۔

پورٹ آف پرنس میں کچھ عرصہ ہوا اسی قسم کی رسم دن دھاڑے ادا کی گئی اور سینکڑوں لوگ دن بھر بازاروں میں لیٹے رہے۔

مُردوں کی رُوحیں:۔ ہیٹی میں ایک درخت ہے جس کی بابت اصلی باشندوں کا خیال ہے کہ اس میں سینکڑوں مُردوں کی رُوحیں ہیں۔ اس کے اِرد گِرد ایک بڑا چبوترہ بنا دیا گیا ہے جس پر کئی برتن شراب اور کھانے پینے کی چیزوں کے پڑے رہتے ہیں۔

جمیکا میں دیسی کپاس کے پودوں کی پُوجا کرتے ہیں ان کا یقین ہے کہ ان میں خراب رُوحیں رہتی ہیں۔

تعویذ:۔ پروہتوں کا فائدہ اسی میں ہے کہ جاہل لوگوں کے دلوں میں سانپوں اور درختوں وغیرہ کی پرستش کا خیال قائم رہے وہ لوگوں میں تعویذ فروخت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان سے خراب روحیں کسی قسم کا نقصان نہ پُہنچا سکیں گی۔ جمیکا میں ایک پروہت کے خلاف ایک بچّہ کے اغوا کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا۔ اس بچّے کا سر ایک درخت کے پاس جس کی پُوجا کیا کرتے ہیں، پایا گیا، پروہت نے عدالت میں آ کر نہ تو یہ کہا کہ مَیں بے قصور ہوں اور نہ ہی یہ کہا کہ مَیں مجرم ہوں، البتہ ایک پولیس مَین کی طرف جو شہادت دے رہا تھا اشارہ کر کے کہا کہ یہ افسر دو دِن کے اندر مر جائیگا اور مَیں تین دِن کے بعد آزاد ہو جاؤنگا۔ 152

تعجّب کی بات ہے کہ وہ پولیس مَین اگلے دِن زہر کے اثر سے مر گیا۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس نے خود زہر کھالی یا کسی نے کھلا دیا۔ اور تین دن بعد وہ پروہت بری کر دیا گیا کیونکہ اس کے خلاف کوئی شہادت نہ تھی۔

ان پروہتوں کو زہریلے درختوں کا پتہ ہے ان کی جڑوں کو کوٹ لیتے ہیں اور خواہ کتنی احتیاط کی جائے زہریلے سفوف کو اپنے دشمنوں کی خوراک میں کسی نہ کسی طرح ملا دیتے ہیں، ہر جگہ اُن کے جاسُوس اور مددگار ہوتے ہیں وہ فوراً حُکم کی تعمیل کرتے ہیں اور نہ کریں تو کسی نہ کسی بہانے سے موت کے گھاٹ اُتار دیئے جاتے ہیں *

غیر مُسلم اکابر کا خراجِ عقیدت

پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں

سر ولیم میور یہ فضول ہے اگر ہم تاریخ میں کسی دوسری ایسی شخصیت کی تلاش کریں جس میں مشکلات کے مقابلہ کی وہ قوّت ہو جو پیغمبر اسلامؐ نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکّہ میں رہ کر تیرہ ۱۳ سال تک دکھائی۔ جبکہ ہر طرف سے مایوسی تھی۔ اور دھمکیاں دی جاتی تھیں۔ اُن کی مخالفت کی جاتی تھی۔ اُن کو اذیت دی جاتی تھی۔ لیکن پیغمبر اسلامؐ کے پائے استقلال کو ذرّہ بھر بھی لغزش نہ آئی ؂

مہاتما گاندھی | اسلام اپنے انتہائی عروج کے زمانہ میں تعصب اور ہٹ دھرمی سے پاک تھا اسلام نے تمام دنیا سے خراج تحسین وصول کیا۔ جب مغرب پر تاریکی اور جہالت کی گھٹائیں چھائی تھیں۔ اس وقت مشرق سے ایک ستارہ نمودار ہُوا۔ وہ روشن ستارہ جس کی روشنی سے ظلمت کدے منوّر ہو گئے۔ اسلام دین باطل نہیں۔ ہندوؤں کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ وہ بھی میری طرح اس کی تعظیم کرنا سیکھ جائیں۔ مَیں یقین سے کہتا ہوں کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا۔ بلکہ اس کی اشاعت کے ذمّہ وار رسول عربیؐ کا ایمان ایقان۔ ایثار اور اوصافِ حمیدہ تھے۔ ان اوصاف نے لوگوں کے قلوب کو مسخر کر لیا تھا ؂

ڈاکٹر سر رابندر ناتھ ٹیگور | اسلام دنیا کے مذاہب میں سب سے بڑا مذہب ہے۔ مَیں آج عید میلاد النبیؐ کے مبارک موقع کو غنیمت سمجھ کر اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اور مسلمان بھائیوں کے ساتھ نبی اعظم صلعم کی خدمت میں تعظیم و تکریم۔ ارادت مندی اور عقیدت مندی کا ناچیز تحفہ پیش کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ہندوستان کے لئے ان سے دعا و برکت کا ملتجی ہوں۔ کیونکہ غریب ہندوستان ان کی دعا۔ تائید اور تسلّی کا غایت درجہ محتاج ہے ؂

مسز سروجنی نائیڈو | وہ پاک انسان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایک نفرت سے بھرپور۔ بُغض و تعصّب سے مخمور اور جہالت سے معمور دنیا کی طرف آیا۔ اور اس صحرا کے اندر جو اُن کی پیدائش کا گہوارہ تھا۔ ایک نہ ٹلنے والی صداقت کا ان پر انکشاف ہُوا۔ جو ربّ العالمین کے پاکیزہ الفاظ میں مضمر ہے۔ یعنی اس خدا کو آپؐ نے پیش کیا۔ جو تمام اقوام ممالک اور مذاہب کا ایک ہی خدا ہے۔ اسلام میں حقیقی اور خالص جمہوریت کا رنگ پایا جاتا ہے۔ جو اپنی اعلیٰ شان و شوکت کے لحاظ سے ہمارے زمانہ کی نام نہاد جمہوریتوں کی بے حقیقت اور قابل اعتراض اشکال سے کوسوں دُور بدرجہا اولیٰ تر ہے۔ یہ وہ رنگ ہے جس کو نہ مذہب عیسوی پیدا کر سکا اور نہ ہی ہندو مذہب جو تاریخ عالم میں بہت قدیم ہے۔ اس کی تخلیق کا موجب ہُوا۔ بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک مساعی کا نتیجہ ہے ؂

میجر آرتھر۔ جی۔ لیونرڈ | محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف پیغمبر ہونے کی حیثیت سے عالی مرتبت نہ تھے بلکہ وہ محب وطن اور سیاست دان ہونے کے لحاظ سے بھی ایک کامل انسان تھے۔ جسمانی اور روحانی لحاظ سے ایک بہت بڑی قوم کے پیدا کرنے والے تھے۔ صرف قوم نہیں بلکہ ایک عظیم الشان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلطنت اور اس سے بڑھ کر ایک عالمگیر مذہب کے لانے والے تھے۔ اپنے .. لوگوں کے ساتھ اور خدا کے ساتھ وہ صادق تھے ...... (حضرت) محمد (صلعم) کا مقصد وحید خدا کی عظمت کو پیش کرنا تھا۔ اور یہ وہ چیز تھی جس سے وہ تمام دنیا کو ہلا گئے ....

اسلام نام ہے عمل کا نہ کہ محض نظریے کا۔ اس کی تعمیر عمل سے کی گئی۔ اس کی حیات عمل پر ہے کیونکہ (حضرت) محمد (صلعم) جو کہتے تھے وہی کرتے تھے ؛

سادھو ٹی۔ ایل وسوانی مَیں محمد صلعم کو کورنش بجالاتا ہوں۔ وہ دنیا کی ایک عظیم الشان ہستی ہے۔ وہ ایک قوّت تھی جو انسانیت کی بہتری کے لئے صَرف ہوئی۔ بادشاہ روحانی پیشوا ہوتے ہوئے آپؐ اپنی گلیم کو خود پیوند لگاتے غیب کی آواز پر آپؐ لبیک کہتے "اے کملی والے اُٹھ اور تبلیغ کر" آپؐ ہمیشہ امن و راستی کی تلقین کرتے رہے۔ مَیں آپؐ کے آخری الفاظ پر اکثر غور کرتا رہتا ہوں "مالک مجھے بخش دے۔ اور مجھے اپنے نیک بندوں میں اُٹھا" تم میں سے کون ہے جو اس امر سے انکار کرے کہ آپؐ اعلیٰ زندگی اور اعلیٰ موت رکھتے تھے۔ ہندوستان کی گردن اسلام کے احسانات سے دبی ہوئی ہے ؛

رائے بہادر چوہدری چھوٹو رام صاحب۔ ایم۔ ایل۔ سی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حلم و انکسار۔ شرافت و نجابت۔ اور لُطف و مروّت کے پیکر تھے۔ آپؐ صرف نسل انسانی کے ہادی ہی نہیں تھے۔ بلکہ انسانیت کے جلیل القدر قائد تھے۔ آپؐ صرف ایک عظیم المرتبت پیغمبر ہی نہیں تھے بلکہ جلیل الشان حُکمران بھی تھے۔ لیکن آپؐ کے اخلاق میں رحمت و عدالت اور متانت و وقار اور ایک ایسی جاذبیت تھی جو آپؐ کے تمام اعمال پر حاوی تھی۔ پیغمبر اسلامؐ نے رنگ۔ نسل و قومیت کے تمام امتیازات کو سختی سے مٹا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی اخوت اور مساوات کا کوئی دوسرا مذہب مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پیغمبر اسلامؐ اپنے دشمنوں تک سے فیاضی۔ عفو اور احسان کا حیرت انگیز سلوک فرماتے تھے ؛

153

تھامس کارلائل محمد (صلعم) نے کسی مکتب سے تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ یا کہیں سے ایسا استفادہ نہ کیا تھا۔ جسے ہم تعلیم کہہ سکتے ہیں ..... یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ وہ لکھ نہ سکتے تھے ..... لیکن اوائل عمر سے ہی وہ ایک سنجیدہ انسان تھے۔ لوگ انہیں الامین کہکر پکارتے تھے۔ وہ صادق تھے۔ وفادار تھے اور ان کا ہر ایک فعل۔ قول اور خیال راستبازی پر مبنی تھا ؛

میجر جنرل فرلانگ جزیرہ عرب۔ اس کا مذہب۔ حالت عامہ اور پرائیویٹ کیریکٹر۔ خوبیاں اور نقائص۔ زمانہ اور حالات۔ ان تمام چیزوں کا ایک ٹھوس مطالعہ چالیس سالہ مسلمانوں سے رابطہ میل۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود تو دشمنوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن ایک ہمارا نبی زندہ ہے جو آکر دشمنوں سے انتقام لیگا۔ پس مَیں ان دوستوں سے جو یہ کہنا "چلو ہم مان لیتے ہیں کہ مسیح وفات پاگیا" کافی سمجھتے ہیں بڑے یقین اور وثوق سے کہتا ہوں۔ کہ جبتک وہ اس عقیدہ کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کی کوشش نہیں کرتے اور اس عقیدہ کا استیصال نہیں کرتے وہ اسلام کے دوست نہیں بلکہ وہ اس سے دشمنی کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو ہمیشہ تنزل کی حالت میں رکھا جائے۔ دیکھو جن قوموں نے ایسا عقیدہ رکھا تھا جب وہ مایوس ہوگئے تو انہیں آخر دہریہ ہونا پڑا۔ اور مذاہب سے ہاتھ دھونا پڑا یا اس عقیدہ کو از روئے دین غلط ثابت کرنا پڑا۔ اور اس کی تاویل کرنی پڑی۔

پس آؤ کہ وہ مسلمان جو مسیحؑ کی طاقت اور قوت پر بھروسہ کرکے اسی سے اپنی قومی حیات کو وابستہ سمجھتے ہیں ان کے دلوں میں سے اس بت کو نکالیں۔ تا وہ خود بیدار ہوں اور اپنی قومی ترقیات کے لئے خود کوشش کریں۔ کیونکہ یہ بات کہ کوئی آسمان سے اُتریگا ایک بیہودہ خیال ہے اور خدا تعالیٰ کی سُنّت کے بالکل خلاف ہے جس طرح پر ایلیاہ وغیرہ کی آمد کے قائل آخر انتظار کر کرکے مایوس ہوگئے اسی طرح مسیحؑ کا انتظار کرنیوالوں کا حال ہوگا جو جو مدتیں مسیحؑ کی آمد کی عیسائیوں اور مسلمانوں کی طرف سے اور مہدی کے لئے مقرر کی گئی تھیں وہ سب غلط ثابت ہوئیں۔ خواجہ حسن نظامی نے رسالہ "امام الزمان کی آمد" سنہ ۱۹۲۰ء میں لکھا ۔ اس کے ظہور کی آخری مدت سنہ ۱۹۳۲ء بتائی جس سے تجاوز نہیں ہو سکتا:۔

"یہ رسالہ ظہور امام علیہ السّلام کی آخری اطلاع ہے۔ اس کے بعد اب اور کسی دعوت اور تحریر کی ضرورت نہ ہوگی۔ کیونکہ انتظار کا وقت ختم ہوگیا۔ ظہور کا وقت آگیا۔ ......

اسواسطے مَیں دنیا بھر کے اسلامی تاجداروں اور علماء و مشائخ و مجتہدین و سیاسی لیڈروں کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ حضرت امام کے خیر مقدم کو تیار ہو جائیں۔ تیاری قتل و جہاد کی نہیں بلکہ حضرت امام کے قبول کرنے اور ان کی برکات سے فیضیاب ہونیکی۔ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے۔ کہ شیطان آمد امام کے بعد لوگوں کو بہکائیگا اور طرح طرح کے مغالطے ڈالیگا تاکہ خلقت اطاعت امام کی سعادت سے محروم رہ جائے۔ مگر حدیثوں میں آچکا ہے۔ کہ کچھ ایسے شقاوت مآب لوگ بھی ہونگے جو حضرت امام کا انکار کرینگے اور ان کے فیض عام سے محروم رہیں گے"

اب سنہ ۳۳ء بھی گذر گیا مگر ان کا مزعوم امام الزمان نہ آسمان سے آیا اور نہ زمین سے نکلا۔ پس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مختلف فرقہ ہائے اسلام سے گفتگو نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ ہم اقرار کریں کہ (حضرت) پیغمبر خدا (صلعم) تمام دنیا کے بادشاہوں۔ اور تاریخ کے پیدا کرنے والوں میں سب سے اعلیٰ ہیں۔ سفر میں ہوں یا مجلس میں ہوں حاکم یا منتظم کی حیثیت ہو یا کوئی اور شعبہ زندگی وہ ہر ایک حالت میں یکساں نظر آتے ہیں۔ (حضرت) محمد (صلعم) کی عزت مدبر اور عقلمند دوست اور دشمن سب کرتے تھے۔ جسے بھی آنحضرت سے ملاقات کا اتفاق ہوتا۔ وہ آپؐ کی عزت اور آپؐ سے محبت کرنے لگتا ؛

ریورنڈ باسورتھ سمتھ اگر دنیا میں کوئی شخص یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس نے لوگوں پر خدا کی طرف سے ہدایت پاکر حکومت کی۔ تو وہ ذات صرف محمد (صلعم) ہی ہوسکتی ہے۔ کیونکہ بغیر ہتھیار کے ان میں یہ طاقت تھی۔ بغیر جبر کے وہ لوگوں پر حکومت کرتے تھے ۔

تاریخ عالم میں (حضرت) محمد (صلعم) کی قسمت واحد اور بے نظیر ہے۔ وہ تین چیزوں کی بُنیاد رکھنے والے تھے۔ ایک قوم۔ ایک سلطنت۔ اور ایک مذہب ؛

سٹینلے لین پول حضرت محمد (صلعم) دوشیزہ جو پس پردہ ہو اس سے بھی زیادہ باحیا تھے۔ وہ ادنیٰ لوگوں سے بہت اچھا سلوک کیا کرتے۔ اور اپنے غلام کو کبھی نہ جھڑکتے خواہ وہ کیسی خطا کرے۔ انسؓ کا بیان ہے کہ "میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دس سال رہا۔ لیکن حضورؐ نے مجھے اُف تک نہ کہا۔

وہ اپنے خاندان سے محبت کرتے تھے۔ وہ بچوں سے بہت محبت کرتے تھے.... انہوں نے اپنی زندگی میں کسی شخص کو تکلیف نہیں دی۔ ایک دفعہ کسی نے کہا کہ فلاں شخص کے لئے بددعا کی جائے تو فرمایا "میں دنیا میں بددعا کرنے کے لئے نہیں آیا بلکہ رحمت بنا کے بھیجا گیا ہوں"

وہ ایک وفادار محافظ تھے۔ ان کی گفتگو نہایت شیریں تھی۔ جو انہیں دیکھتا اس کا دل حضورؐ کی عزت سے لبریز ہو جاتا۔ جو اُن کے قریب آتا وہ آپؐ پر عاشق ہو جاتا۔ کسی نے خوب کہا کہ "میں نے ایسا نہ دیکھا نہ دیکھوں گا"

واشنگٹن اروِنگ امریکہ کے مشہور مؤرخ و مصنف مسٹر واشنگٹن ارونگ اپنی تصنیف "قاصد اسلام" میں لکھتے ہیں :۔ کہ "آخری پیغمبر محمد (صلعم) نہایت سادہ مزاج تھے۔ بے مثل خلیق تھے۔ آپؐ کے اوصاف غیر معمولی اور آپکی قوت متخیلہ اعلیٰ درجہ کی تھی آپؐ بہت تیز فہم تھے۔ حافظہ بہت تیز تھا طبیعت بہت انکسار پسند تھی گفتگو نہایت سنجیدہ قلیل الالفاظ اور کثیر المعانی ہوتی تھی۔ بڑے پرہیزگار اور نیک تھے اور آپؐ اپنی موت کے وقت تک مذہبی سرگرمی اور گمراہوں کو ہدایت فرمانے میں مصروف رہے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مَیں تمام حقیقت منتظرہ کے شیدائیوں کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ کوئی آسمان سے نہ اُتریگا اور نہ کوئی غار سے نکلیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ارسلنا قبلك اِلَّا رجالًا نوحی الیھم اھل القریٰ کہ ہم ہمیشہ اہل قریٰ میں سے مَردوں کو وحی کے ذریعہ رسول بنا کر بھیجتے رہے ہیں کیا کبھی کوئی رسول آسمان سے اُترا یا غار سے نکلا جو آپؑ خلاف سُنّت کوئی رسول آسمان سے اُترے یا کوئی امام غار سے نکلے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کہو کہ عیسیٰؑ اسوقت جبکہ وہ یہود کے محاصرہ میں تھے۔ اور ان کے ایمان سے ناامید ہو چکے تھے انہیں آسمان پر اُٹھا لیا تھا۔ تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ اپنے رسولوں کو اسی دنیا میں نجات دیتا ہے اور دشمنوں کو عذاب میں پکڑتا ہے پس کیا تم کوئی ایسی مثال پیش کر سکتے ہو؟ کہ ان حالات میں جو مسیحؑ پر آئے کسی رسول کو آسمان پر اُٹھا لیا ہو؟

پس سُنو! اور غور سے سُنو!! کہ آنیوالا آچکا ۔ کیوں مُفت میں انتظار کی تکلیف اُٹھاتے ہو۔ اور زحمت برداشت کرتے ہو۔ عقلمند شخص وہی ہے جو عقل سے کام لیکر جس بات کو بعد تکلیف اور رُسوائی کے ماننے پر مجبور ہو وہ اس کا آج ہی اقرار کرلے۔ وہ موعود آچکا اور اس نے بیانگ دہل یہ اعلان کر دیا :-

138

"مسیح موعودؑ کا آسمان سے اُترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُتریگا۔ ہمارے سب مخالف جو آب زندہ موجود ہیں وہ تمام مرینگے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریمؑ کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھیگا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہیگی وہ بھی مریگی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریمؑ کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھیگا اور پھر اولاد کی اولاد مریگی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھیگی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالیگا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسیٰؑ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائینگے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی۔ کہ عیسیٰؑ کے انتظار کرنیوالے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑینگے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو تخمریزی کرنیکو آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھیگا اور پھولیگا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہود کا انجام نامسعود

مسلمانوں کے لئے درسِ عبرت

"وہ شہر جو کسی وقت آباد تھا آج کس طرح ویران پڑا ہے۔ وہ جو کسی زمانہ میں قوموں میں بڑی اور صوبہ جات میں شہزادی تھی آج کس طرح بیوہ بنی ہے اور باجگذار ہے۔ وہ راتوں کو نالہ و بکا کرتی ہے۔ اُس کے آنسو رخساروں پہ بہ رہے ہیں۔ اُس کے دوستوں نے اُس سے دھوکہ دیا اور اُس کے دشمن بن گئے۔ اور ہمارے گھر غیر ملکیوں کے پاس چلے گئے۔ ہم یتیم اور بن باپ ہیں۔ ہماری مائیں بیوہ بن گئی ہیں۔ لیکن تجھے اے خداوند خدا سدا دوام ہے۔ تیری بادشاہت پُشت در پشت قائم ہے۔ پھر تُو ہمیں کیوں بھول گیا اور ہمیں تُو نے ایک لمبے عرصہ تک کیوں چھوڑ دیا؟" (ملخّص از یرمیاہ نبی کا نوحہ)

یہود غالباً سب سے بڑھ کر تاریخی اور بین الاقوامی قوم ہیں۔ یہودی زندگی لمبے زمانہ اور وسیع علاقہ جات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اور یہ یہودیوں کی ہی صفت ہے کہ وہ ہر زمانہ اور ہر جگہ اور ہر حکومت میں پائے جاتے ہیں۔ "جب سے بنی نوع انسان نے ہوش سنبھالا۔ صرف اسرائیلیوں نے بڑی بڑی تحریکات میں حصّہ لیا" عہد قدیم میں وہ مصریوں، شامیوں۔ بابلیوں اور ایرانیوں کی سلطنتوں کی ترقی و تنزّل کے ذِمّہ دار تھے۔ اُنہوں نے "ہیلن ازم" کے فروغ میں حصّہ لیا۔ اور شاہی سلطنت کو عیسائی سلطنت میں تبدیل کر دیا۔ قرونِ وسطیٰ میں غالباً صرف یہی قوم تھی جو یوُرپ کی منتشر غیر ملّی اقوام میں واحد ملّت تھی۔ اور ساتھ ہی ہر ملک اور مشرق و مغرب کے مابَین تجارت اور خیالات کی اشاعت بھی زیادہ تر انہی کے ذریعہ ہوئی۔ آجکل بھی یہ لوگ تعلیم کی صفِ اوّل میں شمار ہوتے ہیں اور ترقی یافتہ تحریکات میں پیش از پیش ہیں۔ ہمارے زمانہ میں اہل یہود نے یورپ میں کئی مفکّرین پیدا کیئے ہیں۔ مثلاً جرمنی میں "این سٹائن۔ میکلسن اور کاسدیر، آسٹریا میں فروڈ، فرانس میں برگسن اور انگلستان میں اسکندر۔ ۱۹۰۱ء اور ۱۹۳۰ء کے درمیان ایک سو پچاس تعمیری مسائل کے لئے انعام یافتگان میں سے چودہ یہودی تھے جو سائنس، علمِ ادب اور امن کے فروغ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے مشہور ہوئے۔ جس طرح ہین لکھتا ہے "یہودیوں نے انسانی خیالات کے ہر میدانِ جنگ میں بزدآزمائی کی اور اِس راہ میں تکلیف اُٹھائی"۔

یہودیوں نے لاریب دنیائے جدید کو فلسفی۔ سائنٹسٹ۔ مصوّرین اور سیاست دان دیئے۔ علاوہ مذکورہ بالا اشخاص کے بنجمن۔ ڈِسرہلی۔ ایڈون منٹیگو اور لارڈ ریڈنگ لِسّالی۔ راتھنو۔ پرُوڈس۔ کامل مارکس۔ ٹراٹسکے۔ زمین ہاف (بانئ اسپرنٹو) کے نام پیش کیئے جاسکتے ہیں۔

لیکن باوجود اُس گرانقدر عطیہّ کے جو یہود نے دنیائے مذہب، معاشرت و اخلاق کو دیا وہ ہمیشہ مردود و مقہور و زیرِ عتاب رہے ہیں اور اس کا آغاز چھٹی صدی سے ہُوا جب شاہِ بابل "نَبُوچدرزار" نے پہلی دفعہ اُن کو گرفتار کیا اور خصوصاً ۷۰ء سے جب رومیوں نے طائٹس کی سرکردگی میں یروشلم کا محاصرہ کرکے اُس میں لُوٹ کھسوٹ کی اور اقدس المقدسین کو نذرِ آتش کردیا اور جب "نہتے اور غیر مسلّح اشخاص کو ہزاروں کی تعداد میں موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ اور قربان گاہ کے اِرد گِرد کُشتوں کے پُشتے لگ گئے۔ خُون سے عبادت گاہ کی سیڑھیاں رواں ہوگئیں اور اُس سے وہ لاشیں بھی بہ گئیں جو اُن پر پڑی تھیں اور باوجودیکہ عبادت گاہ کو جلا کر خاک کردیا گیا غنیمت کا مال جو یروشلم سے حاصل کیا گیا وہ اس قدر زیادہ تھا کہ اُس نے ایشیا میں سونے اور چاندی کی قیمتیں گھٹا دیں"۔

137

یہودیوں کے مصائب و آلام کی داستان طویل ہے۔ یرمی نبی نے یونہی نہیں کہا تھا کہ وہ "شہر جو لوگوں سے آباد تھا کس طرح ویران پڑا ہے۔ وہ جو کسی زمانہ میں قوموں میں بڑی اور صوبہ جات میں شہزادی تھی آج کس طرح بیوہ بنی ہے اور باجگذار ہے۔ وہ راتوں کو نالہ و بکا کرتی ہے اور اُس کے آنسو رُخساروں پر بہ رہے ہیں"۔ یرمیاہ نبی اور دیگر رسولوں نے نہ صرف یہودیوں کے انتشار اور بابلیوں اور "نَبُوچدرزار" کی گرفت کے بعد یروشلم کے حشر کا نوحہ کیا بلکہ اُنہوں نے اپنی نبوّت کی آنکھ سے وہ تکالیف اور مصائب بھی دیکھ لی تھیں جو اُن کو ہنوز پیش آنیوالی تھیں۔ وہ عذاب جو یہودیوں نے بابلیوں کے ہاتھوں اُٹھایا ماند پڑ جاتا ہے جب ہم اُن زہرہ پاش مظالم سے مقابلہ کرتے ہیں جو اپنے نجات دہندہ حضرت مسیحؑ کے انکار اور آپ کو تکالیف اور مصائب میں گرفتار کرنے اور سُولی پر چڑھانے کے بعد اُن پر رومیوں نے روا رکھے۔ یہ تکالیف، یہ مصائب، اور یہ گونا گون عذاب اُس وقت بھی ختم نہ ہوئے جب طائٹس نے یروشلم کا محاصرہ کرلیا اور دس لاکھ نفوس (یہودیوں کی تقریباً ساری آبادی) جو وہاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"دیاس اُوَرْ" کی تقریب منانے کے لئے جمع ہوئے تھے نہایت بیدردی اور بے رحمی سے جانوروں کی طرح ذبح کردیئے گئے۔ بدقسمتی اور سیہ بختی ہمیشہ اُن کے شامل حال رہی۔ اُن کو دنیا کے دُور دراز علاقوں میں مار مار کر بھگا دیا گیا اور گذشتہ دو ہزار برس سے یہ لوگ ہمیشہ مصائب و آلام میں گرفتار رہے ہیں۔ ابتداء سنِ عیسوی سے یہ لوگ بے خانمان و برباد پھرتے رہے ہیں اور اکثر ممالک میں اِن کو مہذّب سوسائٹیوں میں بھی جگہ نہیں دی گئی۔ نہ صرف روم کے مکفّر شہنشاہوں کے زمانہ میں اِن کو مدنی حقوق نہیں دیئے گئے بلکہ عیسائی بادشاہوں کے زمانہ میں بھی "یہ لوگ کسی سرکاری عہدہ سے مستفید نہیں ہوسکے۔ نہ اِن کو کوئی زمین دی گئی اور نہ یہ کسی غیر یہودی شخص کو بطور ملازم رکھ سکتے تھے۔ اُن کو ایک بِلّہ پہننے پر مجبور کیا گیا اور حقارت کے دیگر نشانات بھی اُن کو اختیار کرنے پڑے" نیا مذہب اختیار کرنے والوں کے لئے بھی اور کرانے والوں کے لئے بھی یہودیت ایک جُرم قرار دیگئی۔ اسلام کی فتوحات کے ساتھ گیارھویں اور تیرھویں صدیوں کے درمیان جو غیر متعصّبانہ رویہ آیا وہ بعض عیسائی اقوام میں بھی پیدا ہوگیا جو عیسائی سلطنتیں اسلامی حکومت کی سرحدوں سے ملتی تھیں مثلاً شمالی ہسپانیہ۔ پرودنس اور اطالیہ میں یہودیوں کو تاجر پیشہ اور صنّاع بننے دیا گیا لیکن جونہی اسلام کی طاقت کمزور ہوئی اور عیسائیت نے ہسپانیہ میں زور پکڑا تو اُس دنیائے بے تعصّبی اور فراخدلی میں یہودیوں کی مذہبی آزادی اور حفاظت بالکل مَسَل دی گئی۔ اور ۱۴۹۲ء میں مسلمانوں کو بمع یہودیوں کے ہسپانیہ سے بے خانمان و برباد کر کے نکالدیا گیا۔ یہ یہودیت کے لئے موت کا نقارہ (بگل) تھا اور اُن کے مرکز کی تباہی و بربادی کے لئے تیسرا حملہ۔ مسلمانوں کی طرح آخری تباہی سے پیشتر ہزاروں لاکھوں یہودیوں کو موت یا جلاوطنی کی دھمکی دیکر عیسائیت کی آغوش میں لیلیا گیا۔

"ریفارمیشن" اور "ریناسنس" (نشاۃ ثانیہ) بھی جنہوں نے مغربی یوروپ میں انقلابات ذہنی و مذہبی واقع کردیئے اور مغربی عیسائیوں میں فراخدلی کا جذبہ پیدا کردیا یہودیوں کے لئے کسی امن وامان کا پیغام نہ لائے بلکہ پندرھویں صدی سے جب یوُرپ میں علم کی روشنی آئی یہودیوں کی زندگی اور بھی تیرہ و تار ہوگئی۔ "ریفارمیشن" کے بعد یوروپ میں سوائے آٹومن ایمپائر کے شہریت کی بنا مذہبی قدامت پسندی پر رکھی گئی۔ "اُڈر کلیسیائے قومی" کی ریاستہائے میں یہودیوں کو قرونِ وسطیٰ کی عیسائی حکومتوں سے بھی زیادہ ذلیل و خوار کیا گیا اور اُن کو اچھوت قرار دیا گیا۔

انقلابِ فرانس انسانی تخیّل کی اُن بڑی تحریکات میں سے تھا جس میں یہودیوں نے کوئی حصّہ نہ لیا۔ لیکن دوسری طرف اُس نے یوروپ میں یہودیوں کی حیثیت پر اصولی طور پر بہت بڑا اثر ڈالا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہودیوں کو انسان ہونے کی حیثیت میں انسانی حقوق تفویض کیے گئے۔ آزادی۔ اخوت اور مساوات میں سے اُن کو بھی حصۂ وافر دیا گیا کیونکہ وہ بھی فتوحاتِ نپولین کے فرانسیسوی حصہ میں آتے تھے۔ لیکن باوجود آزادی کے یہودیوں نے کسی خاص قومی ترقی کی خواہش نہ کی بلکہ مذہبی جماعت کہلانے پر مُصِر رہے۔ وہ باوجود یہودی ہونے کے فرانسیسوی یا جرمن بن جاتے تھے۔ اپنے قوانین کو ملک کے بیاہ شادی یا طلاق وغیرہ کے قوانین کے مطابق ڈھال لیتے تھے اور غیر یہودیوں سے شادی بھی کر لیتے۔ اگرچہ وہ اس کو اپنی عبادت گاہ میں رچا نہ سکتے تھے۔

مُرورِ زمانہ اور فراخدلی کے جدید خیالات کی اشاعت نے بھی یہودیوں کو وہ شہری حقوق نہیں لینے دیئے جن کے وہ حقدار تھے۔ گذشتہ پچاس سالوں میں ظلم و ستم کے بادل نے یہودی زندگی کو پھر تیرہ و تار بنا دیا ہے۔ سامیت کی مخالفت ایک "ہائیڈرا" افعی کی طرح ہے (جو ہمیشہ اپنے مُنہ بدلتا رہتا تھا) روس میں اُس نے ایک باقاعدہ قتل کی صورت اختیار کر لی جنگِ عظیم کے بعد سنہ ۲۱-۱۹۱۹ء کے شورش انگیز زمانہ میں یوکرین کے مقام پر اُس نے ایک قتلِ عام کی۔ اور آسٹرو ہنگرین سلطنت میں اُس نے گاہے گاہے بغاوتوں۔ اعلیٰ ملازمتوں سے یہودیوں کے اخراج تھیٹروں اخبار اور یونیورسٹیوں میں اُن کی تضحیک کی صورت اختیار کر لی۔ انگلستان کی فراخدل مجلس نے بھی جو اپنے انصاف اور وسیع الحوصلگی کے اصولوں پر قائم رہنے کی کوشش کرتی ہے لاطینی خیالات یا جرمن نظریئے سے متاثر ہو کر سامی قوم کے خلاف زہر پھیلانا شروع کر دیا ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں بھی جس نے آزادی کی روایات انگریزوں سے وراثت میں پائی ہیں اگرچہ وہ کبھی کبھی صدر وزارت کے ممبر یا گورنر اور سفیر بن جاتے ہیں۔ یہودیوں کے لئے کسی اعلیٰ یونیورسٹی میں عہدہ حاصل کرنا یا غیر یہودی مجالس میں داخل ہونا سخت دشوار ہے۔ قریباً تمام مغربی ممالک میں درجۂ وسطیٰ کے لوگ یہودیوں کو "مارکسی" خیالات کے سمجھ کر نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مزدور طبقہ اُن کو سرمایہ دار اور محصّلِ نفع، تصوّر کرکے اُن سے نفرت کرتا ہے۔ فوجی اور قومی خیالات کے لوگ اُن کو مُردہ جذبات والے اور بین الاقوامی سمجھ کر حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور ایک یہودی مصنف کے الفاظ میں:-

138

"زندہ لوگوں کے لئے یہودی مر چکا ہے۔ ملک کے باشندہ کے لئے وہ اجنبی ہے۔ مستقل رہائش والوں کے لئے وہ آوارہ گرد ہے۔ اُمرا کیلئے وہ ایک بھکاری ہے۔ غرباء کے لئے لکھ پتی اور ناجائز فائدہ اُٹھانے والا۔ شہری کے لئے بے وطن۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۶۔ تبلیغی سروے | وقف کنندگان میں سے چند افراد کو مقرر کیا جائے جو سائیکلوں پر سارے پنجاب کا دورہ کریں اور اشاعت سلسلہ کے امکانات کے متعلق مفصل رپورٹیں لکھ کر بھجوائیں۔

۷۔ وقف رخصت | سرکاری ملازمین جن کی تین ماہ کی رخصتیں جمع پڑی ہوں یا قریب کے زمانہ میں جمع ہونیوالی ہوں وہ سلسلہ کی خدمت کیلئے ان رخصتوں کو وقف کریں ایسے اصحاب تین تین ماہ کی چھٹیاں لے لیں۔ اور ان چھٹیوں کو سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف کر دیں پھر ہم انہیں جہاں چاہیں تبلیغ کیلئے بھیجدیں۔

۸۔ وقفِ زندگی تین سال | ایسے نوجوان اپنے آپکو پیش کریں جو تین سال کیلئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ بعض نوجوانوں کو ہندوستان کے باہر بھیجا جائیگا اور بعض کو ہندوستان میں ہی دورہ کیلئے بھیجو نگا۔ نوجوان توکّل کر کے نکل کھڑے ہوں۔ جو اتنی بھی فکر نہ کریں کہ کل کی روزی انہیں کہاں سے ملیگی۔

۹۔ وقف رخصت موسمی | بعض ایسے ملازم ہوتے ہیں جنکی تین ماہ کی رخصت جمع نہیں ایسے لوگ جو بھی موسمی چھٹیاں یا حق کے طور پر چھٹیاں ہوں انہیں وقف کر دیں۔ انکو قریب کے علاقہ میں ہی کام پر لگا دیا جائیگا۔ دین کی تبلیغ کیلئے کسی مولوی فاضل یا انٹرنس پاس کی ضرورت نہیں۔ زمینداروں کیلئے بھی چھٹی کا وقت ہوتا ہے وہ اپنے آپکو تبلیغ کے لئے پیش کر سکتے ہیں۔

۱۰۔ صاحب پوزیشن لیکچر دیں | اپنے عہدہ یا علم وغیرہ کے لحاظ سے جو لوگ کوئی پوزیشن رکھتے ہوں ایسے لوگ اپنے آپکو پیش کریں تا مختلف مقامات کے جلسوں میں مبلّغوں کے سوائے انکو بھیجا جائے۔

۱۱۔ ریزرو فنڈ پچیس لاکھ | پچیس ۲۵ لاکھ سے ریزرو فنڈ قائم کیا جائے۔ اس کام کیلئے اگر احباب دوسرے مسلمانوں سے کہیں کہ تم بھی روپیہ دو اور ہر طرح ہماری مدد کرو۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱۲۔ پنشنر خدمت دین کیلئے اپنے آپکو پیش کریں | بیسیوں آدمی جو پنشن لیتے ہیں اور گھروں میں بیٹھے ہیں خدا نے انکو موقعہ دیا ہے کہ چھوٹی سرکار سے پنشن لیں اور بڑی سرکار کا کام کریں یعنی دین کی خدمت کریں۔

۱۳۔ طلباء کو تعلیم کیلئے قادیان بھیجیں | باہر کے دوست اپنے بچوں کو قادیان کے ہائی سکول یا مدرسہ احمدیہ میں جسمیں چاہیں تعلیم کیلئے بھیجیں ایسے لوگ اپنے بچوں کو پیش کریں۔ جو اس بات کا اختیار دیں کہ ان کے بچوں کو ایک خاص رنگ اور خاص طرز میں رکھا جائے۔

۱۴۔ صاحب حیثیت لوگ اپنی بچوں کے مستقبل کو سلسلہ کیلئے پیش کریں | ایک کمیٹی بنا دی جائیگی اسکے سپرد ایسے لڑکوں کے مستقبل کا فیصلہ کر دیا جائیگا۔ وہ کمیٹی ہر لڑکے کے متعلق جو فیصلہ کرے اسکی پابندی کی جائے۔

۱۵۔ بیکار باہر نکل جائیں | پندرھواں مطالبہ نوجوانانِ جماعت سے یہ ہے کہ وہ نوجوان جو گھر میں بیکار بیٹھے روٹیاں توڑتے ہیں اور ماں باپ کو مقروض بنا رہے ہیں انہیں چاہیئے کہ اپنے وطن چھوڑیں اور نکل جائیں اور جا کر قسمت آزمائی کریں۔

۱۶۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنا | جماعت کے لوگ اپنی ہاتھ سے کام کرنیکی عادت ڈالیں جبکوئی سلسلہ کا کام ہو بجائے مزدور لگانیکے خود لگیں اور اپنے ہاتھ سے کام کر کے ثواب حاصل کریں۔

۱۷۔ بیکار چھوٹے سے چھوٹا کام بھی کر لیں | جو لوگ بیکار ہیں وہ بیکار نہ رہیں چھوٹے سے چھوٹا کام بھی انہیں مل سکے وہ کر لیں۔ اخبار اور کتابیں بیچنے لگ جائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈابر (ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن) لیمیٹڈ

پچاس برس سے مشہور ولاثانی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی وسیع کارخانہ

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس ۵۴ ۔ کلکتہ

STAR REGD. اسٹار (رجسٹرڈ)

دماغ کی تراوٹ

کیش راج

ڈابر سامان آرائش کے بکس

(سر کے تیلوں کا راجہ)

اس میں وائٹ آئل نہیں ہے اسی لئے یہ نقصان نہیں پہنچاتا۔ دیگر تیلوں کی نسبت یہ کہیں زیادہ فائدہ مند ہے۔ کیونکہ یہ صرف خوشبودار ہی نہیں ہے بلکہ دوا آمیز بھی ہے۔

دماغ کو ٹھنڈا اور بالوں کو مضبوط کرنے میں بے مثل ہے۔ اس سے روسی اور خشکی دور ہوتی ہے اس کے مفید ثابت ہونے پر نمائشوں سے بہتیرے تحفے اور سارٹیفکیٹ عطا ہوئے ہیں۔ استعمال کر کے فائدہ اٹھائیے۔

قیمت فی شیشی تیرہ آنہ ۱۳ر

محصول ڈاک دس آنہ ۱۰ر

نمونہ ۲ر جو صرف ایجنٹوں سے ہی مل سکتا ہے۔

کم قیمت میں ہمارے یہاں کی مفید چیزوں کی آزمائش ہو سکے۔ اس لئے ہم نے روزانہ صرف کی چیزوں کا یہ بکس تیار کیا ہے اس میں مندرجہ ذیل چند آٹھ قسم کی چیزیں بطور نمونہ دی گئی ہیں:۔

(۱) دنت مکتا (دانت کا منجن)
(۲) کیش دھونا (سر دھونے کا مصالحہ)
(۳) کیش راج (سر کے تیلوں کا راجہ)
(۴) ہیل اک صابون (دوا آمیز)
(۵) نہارن اسنو (برائے خوبصورتی)
(۶) نہارن پوڈر
(۷) اوڈو نہارن (عطر دل آویز)
(۸) ڈابر مسک لونڈر (اسنس مشک آمیز)

قیمت فی بکس ایک روپیہ چھ آنہ عہ

ڈاک محصول دس آنہ ۱۰ر

نوٹ:۔ دوائیں ہر جگہ ملتی ہیں خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک اور ڈابر نام ضرور دیکھ لیا کریں۔

پنجاب کے اہم سٹیشنوں میں سول ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

(بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)